اِنَّ الفضل بید اللّٰہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

تار کا پتہ:- الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۸۵

الفضل قادیان

روزنامہ

ایڈیٹر غلام نبی

ترسیل زر بنام مینیجر روزنامہ الفضل ہو

شرح چندہ پیشگی

سالانہ عہ

ششماہی ۔ ۸ عہ

سہ ماہی ۔ ۱۲

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

Digitized by Khilafat Library Rabwah

THE DAILY

ALFAZL, QADIAN.

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

جلد ۲۴	۲۵ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ	یوم شنبہ	مطابق ۱۲ ستمبر ۱۹۳۶ء	نمبر ۶۳

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۰ ستمبر۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق آج چھ بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے پہلے سے بہتر ہے۔ الحمد للہ۔ احباب حضور کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں ؛

شیخ یوسف علی صاحب نائب ناظر امور عامہ ڈلہوزی سے جہاں بحالیٔ صحت کے لئے رخصت پر گئے ہوئے تھے۔ واپس آ گئے ہیں ؛

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

رؤیا و کشوف اور الہامات پر کبھی فخر نہ کرو

"کسی کو ایک خواب آ جائے۔ یا چند الفاظ زبان پر جاری ہو جائیں۔ تو وہ سمجھتا ہے۔ کہ میں اب ولی ہو گیا ہوں۔ یہی نقطہ ہے جس پر انسان دھوکا کھاتا ہے۔ خواب تو چوہڑوں۔ چماروں اور کنجروں کو بھی آ جاتے ہیں۔ اور سچے بھی ہو جاتے ہیں۔ ایسی چیز پر فخر کرنا تو لعنت ہے۔ فرض کرو۔ کہ ایک شخص کو چند خوابیں آ گئی ہیں اور وہ سچی بھی ہو گئی ہیں۔ مگر اس سے کیا بنتا ہے۔ کیا سخت پیاس کے وقت ایک شخص کو دو چار قطرے پانی کے پلائے جائیں۔ تو وہ بچ جائے گا۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اس کی طپش اور بھی بڑھے گی۔ ایسا ہی جب تک کہ کسی انسان کو پوری مقدار معرفت کی اپنی کیفیت اور کثرت کے ساتھ حاصل نہ ہو۔ تب تک یہ خوابیں کچھ شے نہیں۔ انسان کی عمدہ اور قابل تشفی وہ حالت ہے۔ کہ وہ عملی رنگ میں درست اور صاف ہو۔ اس کی عملی حالت خود اس پر گواہی دے۔ خدا تعالیٰ کے برکات اور زبردست خوارق اس کے ساتھ ہوں۔ اور ہر دم اس کی تائید کرتے ہوں۔ تب خدا اس کے ساتھ ہے۔ اور وہ خدا کے ساتھ ہے۔" "ہماری جماعت کے آدمیوں کو چاہیئے۔ کہ ایسی باتوں سے دل ہٹائیں۔ قیامت کے دن خدا تعالیٰ ان سے یہ نہیں پوچھے گا۔ کہ تم کو کس قدر الہام ہوئے تھے۔ یا کتنی خوابیں آئی تھیں۔ بلکہ عمل صالح کے متعلق سوال ہوگا۔ کہ کس قدر نیک عمل تم نے کئے ہیں۔ الہام وحی تو خدا تعالیٰ کا فعل ہے کوئی انسانی عمل نہیں۔ خدا کے فعل پر اپنا فخر جاننا اور خوش ہونا جاہل کا کام ہے" (اخبار بدر جلد ۷ نمبر ۲)

حکومتِ کشمیر نے تحصیل پلوامہ میں دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ منسوخ کر دیا

ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب بہادر کشمیر اور ان کی حکومت کا شکریہ

یہ خبر نہایت مسرت اور خوشی کے ساتھ سنی جائیگی۔ کہ اسلام آباد کے سب ڈویژن مجسٹریٹ پنڈت بدکاک در صاحب نے زیر دفعہ ۱۴۴ جو یہ نوٹس جاری کیا تھا۔ کہ دو ماہ تک تحصیل پلوامہ کے حدود میں کوئی احمدی کسی قسم کا لیکچر نہ دے۔ اور جس کے خلاف نہ صرف کشمیر کے احمدیوں میں بلکہ صوبہ پنجاب کے احمدیوں میں بھی غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی تھی۔ اسے حکومتِ کشمیر نے نہایت دور اندیشی اور معاملہ فہمی سے کام لے کر منسوخ کر دیا ہے۔ اس میں جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ کی کوشش کا بہت کچھ دخل ہے۔ جماعتِ احمدیہ ایسی امن پسند اور پابند قانون جماعت کے لئے اس قسم کی پابندی ناقابلِ برداشت تھی۔ اور حکومتِ کشمیر کے لئے باعثِ عار۔ کیونکہ وہ ہر مذہب و ملت کے لوگوں کی مذہبی آزادی برقرار رکھنے کا وعدہ کر چکی ہے۔ ہم ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب بہادر اور ان کی حکومت کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ اپنے حکام کی ایک صریح ناانصافی کی طرف اس نے فوری توجہ کی۔ اور پھر اس ناانصافی کو دور بھی کر دیا۔

افسوسناک انتقال

نہایت افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ کہ جناب چودھری غلام حسین صاحب سفید پوش کی اہلیہ صاحبہ محترمہ آمنہ بی بی کا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحابیہ تھیں ۹ ستمبر ۱۹۳۶ء کی شام کو انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ۱۰ ستمبر ۱۹۳۶ء کی صبح کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور مرحومہ بہشتی مقبرہ میں دفن کی گئیں۔ احباب دعائے مغفرت فرمائیں۔

ہمیں اس صدمہ میں جناب چودھری صاحب اور ان کے خاندان کے جملہ افراد سے دلی ہمدردی ہے۔ خدا تعالیٰ مرحومہ کو جنت نصیب کرے۔ اور پسماندگان کو صبر عطا فرمائے۔

پنجاب اسمبلی کے ووٹوں کو محفوظ رکھو

جماعت کے ہر اس فرد کو اس اعلان کے ذریعہ آگاہ کیا جاتا ہے۔ جس کا نام پنجاب اسمبلی کے لئے کسی جگہ بطور ووٹر درج ہے۔ کہ وہ اپنے ووٹ کا کسی شخص سے بطور خود وعدہ نہ کرے۔ بلکہ مرکز کے فیصلہ تک اپنا ووٹ محفوظ رکھے۔ اور نہ صرف اپنا ووٹ محفوظ رکھے۔ بلکہ جس شخص پر بھی اس کا اثر ہو۔ اس کے ووٹ کو بھی حتی الوسع محفوظ کرے۔ اس ہدایت کے خلاف اگر کوئی دوست خود وعدہ کر لیگا۔ تو جماعت اس کے وعدہ کی پابند نہ ہوگی۔ اور ایسا شخص نظام کے خلاف کارروائی کرنے والا سمجھا جائے گا۔ (ناظر امور خارجہ قادیان)

ایک بھائی کے جنازہ میں احباب کی شرکت

یکم ستمبر کی رات کو ۱۱ بجے اخویم شیر محمد خان صاحب احمدی رحلت کر گئے۔

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

۶ ستمبر سے ۱۰ ستمبر ۱۹۳۶ء تک بیعت کرنیوالوں کے نام

ذیل کے اصحاب نے بذریعہ خطوط حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر بیعت کر کے داخلِ احمدیت ہوئے۔

نمبر	نام	پتہ	نمبر	نام	پتہ
۱	بشیر حسین صاحب	ضلع ہوشیارپور	۱۳	محمد بوٹا صاحب	ضلع سیالکوٹ
۲	مطالب حسین صاحب	، ہوشیارپور	۱۴	نجم النساء بیگم صاحبہ	، ،
۳	محمد اسلم صاحب	، ،	۱۵	ایک خاتون	
۴	غلام فرید صاحب	، ،	۱۶	حکیم غلام زکریا خان صاحب	کلکتہ
۵	غلام فاطمہ صاحبہ	، ،	۱۷	ایک صاحب	بنگال
۶	غلام رسول صاحب	، ،	۱۸	منیر خان صاحب	ضلع پورنی
۷ تا ۱۱	پانچ بچے	، ،	۱۹	اہلیہ ،	، ،
۱۲	فیض احمد صاحب	ضلع سیالکوٹ	۲۰	نصر اللہ خان صاحب	، ،

ایک نومسلم کا قابلِ رشک انجام

ایک گزشتہ پرچہ میں شیخ وزیر محمد صاحب نومسلم کی وفات کی خبر شائع ہو چکی ہے۔ یہ صاحب مذہبی سکھ تھے۔ جو چوہڑوں کی طرح پنجاب کی اچھوت قوم سمجھے جاتے ہیں۔ اور آخری عمر میں مسلمان ہو کر جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے۔ اور سب دنیوی علائق منقطع کر کے قادیان میں رہائش پذیر ہو گئے۔ چونکہ بڑھاپے کی وجہ سے وہ کوئی کام کرنے کی ہمت نہ رکھتے تھے۔ اس لئے مد مؤلفۃ القلوب سے گیارہ روپے ماہوار ان کو وظیفہ ملتا تھا۔ یہی ان کی ساری آمد تھی۔ اور اسی کے دسویں حصہ کی انہوں نے وصیت کی ہوئی تھی۔ آخر فوت ہو کر محض خدا تعالیٰ کے فضل سے مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئے۔ اور اس طرح نہایت ہی قابلِ رشک انجام کو پہنچے۔

ان کا مقبرہ بہشتی میں دفن ہونا جہاں خدا تعالیٰ کی ذرہ نوازی کا ایک نمونہ ہے۔ وہاں ان لوگوں کے منہ بند کرنے کے لئے بھی کافی ہے۔ جو ازراہ شرارت یہ کہتے ہیں۔ کہ مقبرہ بہشتی لوگوں سے روپیہ وصول کرنے کے لئے بنا رکھا ہے۔ اور اس میں انہی لوگوں کو داخل کیا جاتا ہے۔ جو بڑی بڑی رقوم ادا کرتے ہیں۔ ایک غریب سے غریب احمدی بھی جو خواہ کتنی ہی قلیل آمد رکھتا ہو۔ اگر تقویٰ و طہارت کے متعلق ان شرائط کو پورا کرتا ہے۔ جو موصی کے لئے ضروری ہیں۔ اور آخری سانس تک ان پر قائم رہتا ہے۔ تو وہ مقبرہ بہشتی میں دفن کیا جاتا ہے۔

۴ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ رات کے قریباً ۱۲ بجے بذریعہ بائیسکل ہم نے اپنا آدمی ہوتی مردان جناب قاضی محمد یوسف صاحب و جناب میاں محمد یوسف صاحب امیر جماعت احمدیہ مردان کے پاس بھیجا۔ کہ صبح دس بجے تک جماعت ہوتی مردان کے احباب جنازہ پر پہونچ جائیں۔ چنانچہ قریباً تیس احباب کے ساتھ دونوں اصحاب آ گئے۔ کچھ اور گردونواح کے احباب بھی جنازہ پر پہونچ گئے۔ اور قریباً پچاس احباب جنازہ میں شریک ہوئے۔ میں ان سب احباب کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ([illegible] اسماعیل)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ

اخبار "الفضل" حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا ایک بازو ہے

حضرت میر محمد اسحاق صاحب کے قلم سے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔ کہ "الحکم اور بدر ہمارے دو بازو ہیں"۔ مگر افسوس کہ "بدر" فوت ہو چکا ہے۔ اور "الحکم" بیمار اور بوڑھا ہو گیا ہے۔ لیکن جس طرح نبی فوت ہو جائے تو اس کا خلیفہ مقرر ہوتا ہے۔ اسی طرح "بدر" کا خلیفہ اور جانشین "الفضل" ہے۔ پس ہمارا فرض ہے۔ کہ بوڑھے اور بیمار "الحکم" کو تندرست اور جوان بنانے کی کوشش کریں۔ اور "الفضل" کو جو کہ "بدر" کا جانشین ہے۔ وہی پوزیشن دیں۔ جو حضور نے "بدر" کے لئے تجویز فرمائی تھی۔ یعنی اُسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بازو سمجھیں۔ لیکن بازو میں اگر طاقت نہ ہو۔ تو کیسی تکلیف دہ بات ہے؟ اس لئے ہمیں یہ بھی کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ "الفضل" حضور کا تندرست بازو ہو۔ اور اس بازو کی تندرستی یہ ہے کہ ہم اُسے اعلےٰ سے اعلےٰ مضامین سے طاقت ور بنائیں اور وہ واقعہ میں ایسا ہو جائے۔ کہ صحیح معنوں میں حضور کا بازو کہلا سکے۔ اور ایسی اعلےٰ پوزیشن حاصل کر لے۔ کہ اُسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بازو کہتے ہوئے ہم شرم محسوس نہ کریں۔

پس ہم سب کو جو احمدی کہلاتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زور بازو کی کمائی ہیں۔ اپنے محسن کی طاقت برقرار رکھنے کی پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہم "الفضل" کو محض ایک اخبار اور کاغذات کا مجموعہ نہ سمجھیں بلکہ ہم اپنے تصور میں اسے سچ مچ حضور کا گوشت پوست والا بازو متصور کریں۔ اور پھر خیال کریں۔ کہ اگر قادیان سے آواز آئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بازو کی طاقت کم ہو رہی ہے۔ اور ڈاکٹروں کی رائے ہے کہ اس میں تندرست انسانی خون داخل کرنے کی ضرورت ہے۔ اس لئے ہر احمدی اس کے لئے تیار رہے۔ پھر خود ہی تصور کرو۔ تو تمہیں چین سے لنڈن۔ اور لنڈن سے امریکہ تک کے احمدی بے انتہا شوق اور جوش سے دیوانہ وار آگے بڑھتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے نظر آئیں گے۔ کہ خدا کے لئے ہماری حبل الورید کھول کر ہمارے خون کا آخری قطرہ تک حضور کے بازو میں داخل کر دو۔ اور جلدی کرو۔ کہ کسی طرح وہ زندہ اور ہم مردہ۔ وہ موجود اور ہم معدوم ہو جائیں اس تصور کے لئے ایک میدان فرض کرو اور پھر لاکھوں احمدیوں کا ایک جم غفیر قائم کرو۔ پھر ان کے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کا نظارہ آنکھوں کے سامنے لاؤ پھر ان کے رونے اور چلانے کی آوازیں اپنے کانوں سے سنو۔ اور پھر دیکھو۔ کہ ایک بیٹا اپنے باپ کو پیچھے ہٹا کر کہتا ہے۔ کہ ابا! خدا کے لئے یہ سعادت مجھے حاصل کرنے دو۔ کہ میرا اپنا خون حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بازو کو دے کر اپنے اور اپنے تمام خاندان کے لئے باعث صد فخر اور اپنی اور اپنی ساتھ پشتوں کے لئے موجب صد مغفرت بنوں۔ مگر باپ رو کر کہتا ہے۔ کہ بیٹا تو میرا لخت جگر اور نور چشم ہے۔ مجھ بابر کا تو ہمایوں ہے میں سب کچھ تجھ پر نثار کرنے کے لئے تیار ہوں مگر بیٹا اس سعادت میں ایثار کی گنجائش نہیں یہاں تو مجھے ہی تو آگے جانے دے اور دیکھ بیٹا! مجھے پیچھے دھکیل کر تو آگے نہ بڑھ۔ دیکھ میں بوڑھا ہوں مجھے کب ایسے سعادت اندوز موقعے مل سکتے ہیں۔ تو جوان ہے۔ بہت ممکن ہے۔ کہ اسلام کی کسی اور خدمت کا تجھے موقعہ میسر آ جائے۔ پھر تم دیکھو گے کہ وہ مخدرات جن کے سایہ پر بھی غیر محرموں کی نظر نہیں پڑی موتہہ کھولے سر کے بال بکھیرے حشر کے میدان سے بھی زیادہ گھبراہٹ سے دیوانہ وار دوڑتی ہوئی آگے بڑھ کر رو رو کر۔ اور خدا کا واسطہ دے دے کر کہہ رہی ہیں۔ کہ مردو! تم تو ہمیشہ خدمتیں اور قربانیاں کرتے ہی ہو۔ اس خدمت کا تو خدا کے لئے ہمیں ہی موقعہ دو۔ اور ہمارے خون سے ہمارے مسیح ہاں ہمارے منجی مسیح کے بازو کی طاقت کو قائم ہونے دو۔

کیسا شاندار نظارہ۔ اور سبحان اللہ عشق کا کتنا عالی شان مظاہرہ ہے۔ مگر کیا اس نظارہ اور اس مظاہرہ پر ہم مطمئن ہو سکتے ہیں۔ جبکہ گوشت اور پوست کے لئے تو ہم سب کچھ نثار کر دیں۔ مگر آپ کے منصب مسیحیت کا بازو۔ ہاں آپ کی مہدویت اور نبوت کا بازو کمزور کیا۔ خشک بھی ہونے لگے۔ تو ہم ٹس سے مس نہ ہوں۔ کیا ہم جسم کو پالں کر اور روح کو پامال کر کے افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض کا مصداق نہ بن جائیں گے۔ افسوس ہے کہ میں مدت سے دیکھتا ہوں کہ "الفضل" کے دن رات کام کرنے والے عملہ کے سوا باستثنا ایک دو بزرگوں کے عموماً غیر معروف اصحاب ہی "الفضل" میں مضامین لکھتے ہیں۔ مگر وہ لوگ جو سلسلہ کی روح رواں ہیں اور جو اپنے تقوےٰ اپنے علم۔ اپنی وجاہت۔ اپنے تمدن۔ اپنے تمول۔ اپنے عہدہ۔ اپنے خطاب۔ اپنے منصب جلیلہ اپنے پیشے کے کمال کی رُو سے خدا تعالےٰ اور دنیا دونوں کی نظر میں ممتاز ہیں۔ ان میں سے شاذ و نادر والنادر کالمعدوم ہی کسی نے "الفضل" کے لئے کبھی قلم اٹھایا ہو تو اٹھایا ہو شاید وہ چاہتے ہیں۔ کہ "الفضل" کے لئے مضمون نہ لکھنے کے وصف میں بھی وہ اوروں سے ممتاز رہیں۔ رہا "الفضل" کا عملہ۔ سو میری رائے میں اُسے تو "الفضل" کے لئے آمدہ مضامین کی ترتیب دینے۔ لوگوں سے مضمون حاصل کرنے اور اخبار کو اعلےٰ سے اعلےٰ دیدہ زیب بنانے ہی کے لئے وقف کر دینا چاہیئے کہ اس کو مصروف و منہمک رکھنے کے لئے یہی کام کافی سے زیادہ ہے۔ لیکن مضمونوں کے لکھنے کا بار بھی عملہ پر ہو۔ تو دو یا تین شخص کس طرح نیا سے نیا رنگ پیدا کر سکتے ہیں۔ پس میں اس مضمون کے ذریعہ تمام اُن احمدی دوستوں سے جنہیں خدا تعالےٰ نے کسی نہ کسی رنگ میں دوسروں پر فوقیت و برتری دی ہے عرض کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنی سابقہ کوتاہیوں کی تلافی فرمائیں بات کچھ بھی نہیں۔ صرف توجہ اور چند منٹوں کی فرصت نکالنے کی ضرورت ہے۔ میں پوچھتا ہوں۔ کہ کیا اخبار "الفضل" کو اس امر کی ضرورت نہیں کہ سر محمد ظفر اللہ خان اپنی غیر معمولی قابلیت اپنے وسیع اور متعدد دیگر سفروں کے تجارب۔ اپنی تمام وسیع تر واقفیت اور اپنے عالمانہ دماغ سے جہاں گورنمنٹ برطانیہ کی تائید میں روز و شب زبردست سے زبردست تقریریں کرتے ہیں۔ وہاں "الفضل" کے صفحات پر حکومت رحمانیہ کی تائید میں بھی کبھی کبھی کچھ لکھ دیا کریں؟ یا کیا شیخ بشیر احمد اور سلسلہ کے دوسرے بیسیوں وکلا کا فرض نہیں ہے کہ وہ اسلامی تعزیرات۔ اسلامی وراثہ اور اسلامی قوانین مالی و دیوانی کی برتری دنیا کے تمام دوسرے قانونوں پر ثابت کرنے کیلئے اپنے قلم کو جنبش دیں یا کیا "الفضل" اس امر کا خواہشمند نہیں کہ قاضی محمد اسلم ایم اے۔ جو کیمبرج سے فلسفہ کا دریا پی کر آئے ہیں۔ اپنے علم کی کوئی چھینٹ "الفضل" کے صفحات پر بھی ڈالیں اور اس طرح اسلام و احمدیت کے فلسفہ کو یونان کے پرانے اور جرمن و انگلستان کے نئے فلسفہ پر فائق ثابت کریں۔ یا کیا "الفضل" کو اس بات کا سچا شکوہ نہیں ہو سکتا۔ کہ سید محمد اسحاق دن بھر فضولیات میں لگا رہتا ہے۔ مگر اُسے یہ توفیق نہیں ملتی۔ کہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بازو کی تقویت کے لئے قلم ہاتھ میں پکڑنے کی تکلیف بھی گوارا کرے۔ حالانکہ وہ اچھی طرح جانتا ہے۔ کہ اس کا گوشت اور پوست روح اور جسم دل اور دماغ یعنی اس کا سب کچھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے احسانوں کے نیچے دبا ہوا ہے۔ کیونکہ اگر خدا کا فضل حضور کی دعاؤں کے ذریعہ ظاہر نہ ہوتا اور انی احافظ کل من فی الدار کے موعود الدار میں اسکی رہائش نہ ہوتی۔ تو آج سے تیس سال قبل وہ طاعون سے ہلاک ہو چکا ہوتا۔ اور آج اس کی قبر کو بھی کوئی نہ جانتا اور وہ پوری طرح

مٹیں تو مر کر خاک ہوتا گر نہ ہوتا تیرا لطف
پھر خدا جانے کہاں یہ پھینک دیجاتی غبار

کا مصداق ہوتا۔

پس ایسے احسان فراموش سے "الفضل" کو شکوہ نہ ہو۔ تو اور کس سے ہو؟ پھر کیا "الفضل" اس امر کا متمنی نہیں۔ کہ احمدی اطبا اور ڈاکٹر اپنے علم سے اس کے صفحات کو دلچسپ بنا کر اسے لوگوں کے لئے باعث صد کشش کر دیں۔ اور ڈاکٹر شاہنواز کے طریق تحقیق کو قدرے اختصار سے اختیار کر کے علم طب کی رو سے اسلام کی برتری اور فوقیت اور حقانیت دوسرے مذاہب پر ثابت کرنے کی کوشش کریں۔ یا کیا ہمارے قابل ڈاکٹر اور لائق حکیم نہایت نافع اور مجرب نسخے۔ سادہ اور سہل طریق علاج اور مفید طبی مشورے دے کر ہمارے جسموں کو اگر درست رکھنے کی کوشش کریں۔ تو یہ غیر مناسب ہوگا؟ پھر کیا الفضل کے صفحات ہمارے سلسلہ کے مفتیوں کے فتوے چھاپنے سے انکار کر رہے ہیں۔ کہ مسیح موعود کا دشمن اخبار اہلحدیث تو ہر ہفتہ فتووں کا کام مفید سے مفید طریق سے سرانجام دے مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دوست "الفضل" اس سے محروم رہے؟ یا کیا "الفضل" اعلان کر چکا ہے۔ کہ وہ کسی احمدی تاجر کے تجربات یا کسی احمدی صناع کے مفید مشورے چھاپنے سے معذور ہے؟ یا کیا سیاست سے واقف احمدی اہل قلم مولوی محمد الدین اور ملک غلام فرید اس امر سے شرماتے ہیں۔ کہ کہیں ان کے مضمون پڑھکر "الفضل" کے ناظرین سیاسیات سے آگاہ نہ ہو جائیں؟ یا کیا جماعت کے اہل تقوٰی اور اہل ورع جماعت کی اصلاح سے مایوس ہو چکے ہیں۔ کہ وہ الفضل کے ذریعہ نہ امر بالمعروف کرتے ہیں۔ اور نہ نہی عن المنکر یا کیا ہمارے بیسیوں مبلغ جن سے نظارت دعوت و تبلیغ کے بجٹ کے صفحات مزین ہو رہے ہیں۔ مضمون نہ لکھنے کا روزہ رکھکر خدا سے عہد کر چکے ہیں۔ کہ الٰہی ہماری پچھلی بھول چوک معاف فرما۔ آئندہ توبہ ہے جو قلم ہاتھ میں لیں۔ یا کیا ہمارے شاعر شعر کہنے سے تائب ہو چکے ہیں۔ کہ مہینوں گذر جاتے ہیں۔ مگر "الفضل" کے صفحات کلام موزوں سے مرصع نظر نہیں آتے۔ کیا ان کے لئے در شین مشعل ہدایت کا کام نہیں دیتی۔

غرض کس قدر افسوس کا مقام ہے۔ کہ ہمارے اہل وجاہت۔ اہل تقوٰے اہل سیاست۔ اہل حکومت۔ اہل مرتبہ۔ اہل دین۔ اہل مال۔ اہل حکمت۔ اہل شعر اور اہل علم حضرات "الفضل" کے کالموں میں کچھ نہیں لکھتے۔ پس میں جو ان سب مذکورہ بالا اہلیتوں سے نا اہل ہوں۔ ان سب اہلیت والوں کی خدمت میں بڑے ادب سے عرض کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنی توجہ اس طرف منعطف فرمائیں۔ اور میٹھی زبان شیریں الفاظ سادہ عبارت میں ہر شخص کی سمجھ میں آجانے والے مختصر نوٹوں اور مضمونوں کے ذریعہ اپنے تجارب اپنے علوم اپنے معارف اپنے شعر۔ اپنے نکتے۔ اپنی تفسیریں۔ اپنی تشریحیں۔ اپنی کہاوتیں۔ اپنی حکایتیں اپنے موتی اپنے لعل اور اپنے جواہرات الفضل کے صفحات پر بکھیر دیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس بازو کو ایسا تندرست ایسا قوی اور اتنا مضبوط کر دیں۔ کہ اس کا ایک ایک نمبر اکیلا ہی دنیا کو فتح کرنے والا ہو۔ دیکھو میں تو اس زمانہ کا مشتاق ہوں۔ اور کون احمدی ہے جو اس زمانہ کا مشتاق نہ ہو؟ جبکہ ہم بے تابی اور بے صبری سے ڈاک کا انتظار کر رہے ہوں۔ اور ہر آہٹ کو پوسٹمین کی آہٹ سمجھکر بے قراری سے اٹھ کھڑے ہوتے ہوں۔ کہ اتنے میں ڈاک والا نمودار ہو۔ ہم جلدی سے دوڑ کر آگے بڑھیں اور وہ ہمارے ہاتھ میں ایک خوشنما پیکٹ رکھدے۔ جسے ہم کھولیں۔ تو کیا بلحاظ کاغذ۔ کیا بلحاظ سائز اور کیا بلحاظ کتابت غرض ہر لحاظ سے ایک خوشنما پرچہ ہمیں ہاتھ لگے۔ جس پر نہایت خوبصورت اور نہایت نمایاں طور پر الفضل لکھا ہوا ہو۔ اور جسے کھولتے ہی سب سے پہلے ہماری نظر ان الفاظ پر پڑے کہ:

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ

جن کے پڑھتے ہی ہمارے سارے غم سارے رنج۔ سارے فکر اور ساری کلفتیں دور ہو جائیں۔ کیونکہ ہماری روح کی گہرائیوں تک یہ مضمون پہونچ جائے کہ سب فضل اور مہربانیاں اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ جسے چاہے دے۔ کوئی نہیں جو اس کا ہاتھ پکڑ سکے۔

پھر ہم اخبار کے صفحات کی ورق گردانی کریں۔ تو سبحان اللہ حضرت مسیح موعودؑ کے سدا بہار باغ میں پہونچ جائیں۔ کہ جہاں کہیں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کا خطبہ جمعہ ہماری زندگی کی سکیم تیار کر رہا ہے۔ اور کہیں درس قرآن کے معارف ہمارے علوم کی پیاسی روح کو سیراب کر رہے ہیں۔ کہیں ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل کی روح پرور باتیں روح کے زنگ دور کر رہی ہیں۔ اور کہیں صاحبزادہ مرزا بشیر احمد کے نہایت صائب نہایت پختہ نئی سے نئی تحقیق پر مبنی مضمون اپنی شان دکھا رہے ہیں۔ اور کسی صفحہ پر سر محمد ظفر اللہ خان کی دوٹوک فیصلہ کر دینے والی رائے ہمیں کسی قانونی سیاسی تمدنی۔ تجارتی اور علمی مسئلہ میں راہ نمائی کر رہی ہے۔ اور کہیں ہم السائح نیر کے سیاسی نوٹ پڑھکر یورپ کی چالوں مشرق و مغرب کے تصادم کے اندیشوں اور یاجوج و ماجوج کے مخفی منصوبوں پر آگاہ ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جوتیوں کے اٹھانے کی سعادت ہی کی طرف سب برکتوں کو منسوب کر رہے ہیں۔ اس تجربہ کار استاد کے ادبی مذاق اور گہری سیاسی واقفیت سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اور کسی صفحہ پر بوڑھے عرفانی کے جوان اور نہ تھکنے والے قلم سے قوم کو ابھارنے اس میں صحیح تنظیم پیدا کرنے سلسلہ کے نظام کو قائم رکھنے والے نہایت زوردار مضامین کا سمندر لہریں مار رہا ہے۔ پھر کہیں منشی غلام نبی کی احرار جمعیۃ العلماء اور غیر مبائعین پر وہ زبردست نکتہ چینی ملاحظہ میں آتی ہے۔ کہ پڑھکر یقین ہو جاتا ہے۔ اس پرچہ کے پہنچتے ہی ان تینوں گروہوں میں صف ماتم بچھ چکی ہوگی۔ پھر کہیں صوفی عبد القدیر کی جاپان کے متعلق ایسی پُر مغز چٹھیاں مطالعہ میں آتی ہیں کہ ان کے اسلوب بیان ان کی جامعیت اور لکھنے والے کی گہری واقفیت پر نظر کرکے لکھنے والے کی قابلیت پر انسان حیران رہ جاتا ہے۔ پھر کسی صفحہ پر گوہر رامپوری کا ترانہ ہمارے قدموں کو ترقی کی منزل کی طرف تیز کر رہا ہے۔ اور کہیں مختار شاہجہانپوری کے درد انگیز بیان سے ہمارا قلب ہمہ تن رقت بن رہا ہے۔ اور کہیں محمد احمد وکیل کے رزمیہ اشعار میدان جنگ کے طبل کا کام دیتے ہیں اور کہیں حسن رہتاسی کی لطیف رباعیاں ہمیں وجد میں لاتی ہیں۔ پھر کہیں ناظر صاحب امور عامہ خانصاحب مولوی فرزند علی جماعت کے بیکاروں کیلئے سرکاری ملازمتوں پرائیوٹ نوکریوں مختلف پیشوں مختلف صناعتوں کے بارے میں ایسی ایسی مفید اور دلچسپ اور مکمل سکیمیں بیان کر رہے ہیں۔ کہ قوم سے بیکاری کی جڑ کٹ رہی ہے۔ پھر کہیں ابوالعطاء مولوی اللہ دتا کے مضامین قلعہ شکن توپوں کی طرح دشمن کے قلعوں کو مسمار کر رہے ہیں۔ اور کہیں قاضی محمد یوسف اپنے مخصوص انداز میں اجرائے نبوت کو ثابت کرکے پیغامیوں کا ناطقہ بند کر رہے ہیں اور کہیں سلسلہ کا عالم اور صوفی مولانا راجیکی تصوف کے دریا بہا رہا ہے۔ اور کہیں ملک عبد الرحمٰن خادم کی نئی سے نئی تحقیقاتیں نئے سے نئے حوالے اور نئے سے نئے جواب احمدیت کے دلائل کی دیوار کو ذوالقرنین کی سد سے بھی زیادہ مضبوط بنا رہے ہیں اور پھر کسی صفحہ پر در باریسیج کا چھپا ہوا نے

والا عندلیب یعنی صادق سا عاشق صادق اپنے حافظ کی گہرائیوں سے ذکر حبیب کے کالم میں وہ وہ موتی نکال کر بکھیر رہا ہے۔ کہ اُدھر فرشتے آسمان پر وجد کرنے لگتے ہیں۔ اور ادھر ہم زمین پر کبھی روتے اور کبھی ہنسنے لگتے ہیں۔ ہنستے اس لئے کہ پیاروں کی پیاری باتوں سے دل خوش ہوتے اور ہونٹ تبسم کرتے ہیں۔ اور روتے اس لئے ہیں۔ کہ ہائے وہ شہ نشین پر دربار لگانے والا بادشاہ اور وہ ہماری برات کا دُولہا اب ہم میں نہیں۔ اس کا وصال ہو چکا:۔ اللھم صلے علیہ وعلےٰ سیدہ وعلےٰ جمیع الانبیاء اللھم اجمعین:۔

پھر کہیں فتووں کے کالم میں ایسے ایسے فتوے درج ہیں۔ کہ جن پر تقوے قربان ہو رہا ہے۔ اور کہیں اسلام کے ظاہری ارکان و مسائل کا لہلہاتا چمن نظر آتا ہے۔ کہ جن کے بغیر روحانی علوم کا ڈھانچہ قائم ہی نہیں رہ سکتا۔

پھر خبروں کے کالم کو پڑھتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی اس وسیع زمین میں کیا کچھ ہو رہا ہے۔ اور خبریں بھی ایسی تازہ۔ کہ "رسول" یا "سٹیٹسمین" کے منگانے کی ضرورت نہیں رہتی۔ پھر اخبار کی زبان ایسی۔ کہ لکھنؤ والے سر دھنیں۔ اور دلی والے انگشت بدندان رہ جائیں۔ پھر اشتہاروں کے کالم پر نظر کریں۔ تو معلوم ہو۔ کہ نہایت اچھے نہایت معتبر دُنیا کی بھلائی کے خواہاں۔ صادق۔ امین۔ تاجر اپنی اپنی دوکانیں کھولے بیٹھے ہیں۔ دیانتدار ایسے کہ مجال نہیں۔ کہ مال خلاف نمونہ۔ اور نمونہ خلاف مال ہو۔

پھر متفرقات کے کالم پر نظر ڈالتے ہیں تو کہیں قرآنی نکات درج ہیں۔ کہیں حدیث نبوی کا دربار لگا ہوا ہے۔ کہیں سلسلہ کے بزرگوں کے حالات اسوۂ حسنہ کا کام دے رہے ہیں۔

پھر جب ورق گردانی کرتے کرتے دُعاؤں کی درخواستوں کے کالم میں جاتے ہیں۔ تو اخبار ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے اور مرحوموں کے لئے مغفرت بیماروں کے لئے تندرستی مصیبت زدہ بھائیوں کے لئے مخلصی کی دُعا بے اختیار منہ سے نکلتی ہے۔ اور دل ہے۔ کہ اپنے بھائیوں کی مصیبت پر پانی بن کر آنکھوں میں آ رہا ہے۔ اور آنکھیں ہیں۔ کہ دل کے اس پانی کو دریا کی طرح زمین پر بہا رہی ہیں۔ پھر سب سے بڑھکر مدینۃ المسیح کی خبریں ہیں۔ جن میں خلیفۃ المسیح امیر المومنین کی صحت کا ذکر ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کی خیریت درج ہے۔ اصحاب الصفہ کی خوشیوں اور غموں کا مرقع نظر آ رہا ہے۔ قادیان کی علمی مجلسوں کے تذکرے ہیں۔ انگریزی اور عربی کے مردانہ اور زنانہ مدرسے اور کالج موسمی رخصتوں کے لئے بند ہو رہے۔ اور پھر کھل رہے ہیں۔ کہیں سے مبلغ آ رہے ہیں۔ اور کہیں جا رہے ہیں۔ کسی مبلغ کا ہنستے ہوئے استقبال کیا جا رہا ہے۔ اور کسی کی روتے ہوئے مشایعت ہو رہی ہے۔ مجاہدین کے آنے جانے پر پارٹیاں دی جا رہی ہیں۔ ان کی خدمت میں ایڈریس پیش کئے جا رہے ہیں:۔

پھر اس کالم سے بھی بڑھ کر ملفوظات کا کالم ہے۔ کہ ایک ایک سطر پڑھتے جاؤ۔ اور ایک ایک زنگ دل سے دور ہوتا جائے اور ادھر ملفوظات ختم ہوئے۔ اور ادھر دل کا زنگ ختم ہوا۔ اور ساتھ ہی دنیا کے سارے غم۔ سارے فکر۔ سارے بوجھ اور سارے تفکرات دل سے اس طرح دُور ہو گئے۔ کہ گویا کبھی تھے ہی نہیں:۔

پس میں تو ایسا "الفضل" چاہتا ہوں اس لئے اے احمدی عالمو۔ ادیبو مصنفو۔ سیاستدانوں۔ وجاہت والو عہدہ دارو منصب جلیلہ پر فائز ہونے والو۔ اور اے وکیلو۔ ڈاکٹرو۔ تاجرو۔ پیشہ ورو صناعو۔ اور موجد یعنی مختلف کاموں کے اہلو۔ اور ہاں میری طرح بعض نا اہلو!۔ "الفضل" کو حضرت مسیح موعودؑ کا بازو سمجھکر اُسے مضبوط کرو۔ اور اگر وہ کمزور ہونے لگے۔ تو اپنے خون سے اُسے قوی اور طاقتور بناؤ۔ نیز اسے حضرت مسیح موعودؑ کا لہلہاتا چمن۔ اور سرسبز باغ تصور کرکے اپنی قلموں کے پانی سے اس کی آبپاشی کرو۔ کہ یہی مسیح موعودؑ کی دینی لڑائی۔ اور یہی مسیح موعود کی شیطان سے آخری جنگ اور یہی اس کا جہاد ہے۔ اور اسی کا نقشہ حضرت مسیح موعودؑ نے یُوں کھینچا ہے۔ کہ:۔ ع

سیف کا کام قلم سے ہے دکھایا ہم نے

رہا "الحکم" کا معاملہ۔ سو میں اس کے قیام کو لوازم سے واقف نہیں۔ اس پر عرفانی صاحب ہی روشنی ڈال سکتے ہیں:۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام مبارک سے

دُعا۔ توبہ وغیرہ اصطلاحات کے معنے

اخبار "الفضل" میں ذکر و فکر کا عنوان رکھ کر نہایت ہی خوب علمی مشغلہ جاری کیا گیا ہے۔ جس سے بہت خوشی ہوئی۔ حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب نے ایک استفسار اسلامی اصطلاحات کے معنوں کے متعلق شائع فرمایا۔ اور اس کا انعامی نتیجہ بھی شائع کر دیا۔ مگر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں ان کے معنی پیش کرتا ہوں:۔

شیخ عبد الحکیم احمدی از شملہ۔

۱۔ دُعا

"دُعا اور دعوت کے معنی ہیں اللہ تعالےٰ کو اپنی مدد کے لئے پکارنا۔ اور اس کا کمال اور موثر ہونا اس وقت ہوتا ہے۔ جب انسان کمال دردِ دل اور قلق اور سوز کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کرے اور اس کو پکارے ایسا کہ اس کی رُوح پانی کی طرح گداز ہو کر آستانہ الوہیت کی طرف بہہ نکلے۔ یا جس طرح پر کوئی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے۔ اور وہ دُوسرے لوگوں کو اپنی مدد کے لئے پکارتا ہے۔" (البدر نمبر ۱۴ جلد ۳۔ صـ۳)

۲۔ توبہ

"توبہ کی حقیقت یہ ہے۔ کہ گناہ سے کلّی طور پر بیزار ہو کر خدا کی طرف رجوع کرے اور سچے طور سے یہ عہد ہو کہ موت تک پھر گناہ نہ کرونگا۔ ایسی توبہ پر خدا کا وعدہ ہے کہ میں بخش دونگا۔" (البدر جلد ۲ نمبر ۱۱)

۳۔ نیکی

"اصل نیکی یہ ہے۔ کہ بنی نوع انسان کی سچی خدمتگزاری کرے۔ اور خدا تعالےٰ کی پوری اطاعت کرے۔ جیسے کہ اطاعت کرنے کا حق ہوتا ہے۔ اور اس کی راہ میں عزیز جان تک دیدینے کو ہر وقت طیار رہے۔" (البدر جلد ۳۔ نمبر ۳۔ صـ۳)

۴۔ گناہ

"اللہ تعالےٰ وعدہ فرماتا ہے۔ کہ جو کوئی توبہ کریگا۔ اس کے گناہ بخش دونگا۔ گناہ کے یہ معنے ہیں۔ کہ انسان دیدہ دانستہ اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کرے اور ان تمام احکام کے برخلاف کرے جس کا حکم اللہ تعالےٰ نے دیا ہے اور ان باتوں کو کرے۔ جن کے کرنے سے منع فرمایا ہے گناہ ایسی چیز ہے جس کا نتیجہ اس دُنیا میں بھی بد ہوتا ہے اور آخرت میں بھی۔" (البدر جلد ۲۔ نمبر ۲۸ صـ۲۱۸)

۵۔ توحید

"توحید اس کا نام نہیں۔ کہ صرف زبان سے اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ۔ کہہ لیا۔ بلکہ توحید کے یہ معنی ہیں۔ کہ عظمت الٰہی بخوبی دل میں بیٹھ جائے اور اس کے آگے کسی دوسری شے کی عظمت دل میں جگہ نہ پکڑے۔ ہر ایک فعل اور حرکت اور سکون کا مرجع اللہ تعالےٰ کی پاک ذات کو سمجھا جائے اور ہر ایک امر میں اسی پر بھروسہ کیا جائے۔ کسی غیر اللہ پر کسی قسم کی نظر اور توکل ہرگز نہ رہے اور خدا کی ذات میں اور صفات میں کسی قسم کا شرک جائز نہ رکھا جائے۔" (البدر جلد ۲۔ صـ۱)

۶۔ تقوےٰ

"تقوےٰ اصل میں بدی کی باریک سے باریک راہوں سے پرہیز کرنے کا نام ہے۔" (البدر جلد ۳ نمبر ۳ صـ۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک نشان

مرزا گل محمد صاحب رئیس قادیان کے ہاں ولادت فرزند

(از ملک عبدالرحمن صاحب خادم بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی)

چند دن ہوئے کہ مکرم مرزا گل محمد صاحب کے ہاں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے لڑکا پیدا ہوا۔ اس موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک پیشگوئی کا ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

سب سے پہلی بات جو اس ضمن میں مدنظر رکھنی چاہیئے۔ وہ یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جدی بھائیوں کی قطع نسل کی پیشگوئی محض ان کی شوخیوں اور بیباکیوں کے باعث ان کے لئے بطور سزا کے تھی۔ اور یہ ایسا امر ہے۔ کہ جس سے کوئی شدید سے شدید معاند بھی معقولیت کے ساتھ انکار نہیں کرسکتا۔

پس جس صورت میں یہ امر ثابت ہے کہ یہ پیشگوئی محض بطور سزا کے تھی۔ اور مرزا نظام الدین و امام الدین اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دوسرے جدی بھائیوں کی نسلوں کا منقطع ہونا خدا تعالیٰ کی جلالی تجلی کے ماتحت ہے۔ تو پھر اس بات کا سمجھنا نہایت سہل ہے۔ کہ اگر اس فریق کا کوئی فرد اپنے طرز عمل میں خوشگوار تبدیلی پیدا کرے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حلقہ اطاعت و فرمانبرداری میں داخل ہو جائے۔ تو اس صورت میں خدا تعالیٰ کی سنت قدیمہ جاریہ کی رو سے نہایت ضروری ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے انتقامی ارادے اس کی رحیمیت کی چادر کے نیچے چھپ جائیں۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ خود قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ وما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرون (انفال ع۴) کہ خدا تعالیٰ استغفار کرنے والوں پر عذاب نازل نہیں کرتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے براہین احمدیہ یا اس کے قریب زمانہ یعنی ۱۸۸۶ء میں یہ پیشگوئی فرمائی تھی۔ کہ خدا تعالیٰ نے آپ کے جدی بھائیوں کی شرانگیزیوں کی سزا کے طور پر ان کی نسلوں کو منقطع کردیگا اور وہ تمام عنقریب لاولد رہ کر مرجائینگے لیکن ان کے مقابل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسل شمشاد کی شاخوں کی طرح ترقی کرتے کرتے "اک سے ہزار ہووین" کی مصداق ہوگی۔

اس پیشگوئی کی اشاعت کے بعد پچاس سال نہایت صفائی کے ساتھ پورا ہو رہا ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے شجرہ نسب کو دیکھ لو۔ خاندان کی سب شاخیں منقطع ہو چکی ہیں۔ صرف مرزا گل محمد صاحب جو مرزا نظام الدین صاحب کے فرزند ہیں زندہ ہیں اور وہ خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ میں داخل ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد میں شامل ہو چکے ہیں۔

مرزا گل محمد صاحب جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا۔ خدا کے فضل سے احمدی ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خدام میں سے ہیں۔ اور سلسلہ احمدیہ کی خاطر انکی خدمات وقف ہیں۔ چنانچہ آپ ایک عرصہ سے آل انڈیا نیشنل لیگ کور کے سالار اعظم ہیں۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ اس تکذیب اور نافرمانی کی سزا میں جو ان کے والد یا ان کے چچا کو ملی۔ مرزا گل محمد صاحب کو بھی باوجود انکے توبہ کرکے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو جانے کے شامل رکھا جاتا۔

اصل بات تو یہ ہے۔ کہ مرزا گل محمد صاحب درحقیقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لاکھوں فرزندوں میں شامل ہیں الہی اصطلاح میں مرزا نظام الدین صاحب "ابتر" ہی ہیں۔ کیونکہ جو بغض و عناد حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کے ساتھ ان کو تھا۔ اور جس بیج کو وہ آئندہ چلانا چاہتے تھے۔ وہ ان کے اکلوتے بیٹے میں قائم نہ رہا۔ بلکہ اس کے بالکل برعکس وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا غلام ہوگیا جس طرح حضرت عکرمہ بن ابی جہل جو اپنے باپ کے مذہب کو چھوڑ کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر مسلمان ہوگیا اور اس طریق سے الہی اصطلاح میں اپنے باپ کو ان شانئک ھو الابتر کی پیشگوئی کا مصداق بناتے ہوئے ابتر چھوڑ کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں اضافہ کا موجب ہوا۔

پس (۱) مرزا گل محمد صاحب کا (جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جدی بھائیوں کی شاخ میں سے اکیلے وجود ہیں) احمدی ہو جانا (۲) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے روحانی فرزندوں میں شامل ہو جانے کے بعد انکے گھر میں اولاد کا پیدا ہونا اور (۳) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام دوسرے جدی بھائیوں اور ان کی اولادوں کا نیست و نابود ہو جانا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت ہے۔ اور اس سے یہ امر قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ دوسرے تمام جدی بھائیوں کا بے اولاد مر جانا اور ان کی نسلوں کا منقطع ہو جانا اتفاقی امر نہ تھا۔ بلکہ محض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت کے نتیجہ میں سزا کے طور پر تھا۔ نیز یہ کہ اگر وہ بھی ایمان لے آتے۔ تو خدا تعالیٰ ان کے گھروں کو بھی ویران نہ کرتا۔ بلکہ ان کو بھی مرزا گل محمد صاحب کی طرح صاحب اولاد بناتا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

اگر کہا جائے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیشگوئی میں کوئی استثنائی پہلو نہ تھا۔ وہ تو بالکل غیر مشروط تھی۔ تو اس کے جواب میں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ گو قرآن مجید۔ سنت الہیہ۔ احادیث نبوی اور اقوال آئمہ سے یہ ثابت ہے۔ کہ ان وعید الفساق مشروط بعدم العفو (بیضاوی تفسیر آل عمران پہلا رکوع زیر آیت ان اللہ لا یخلف المیعاد) اور بالفاظ علامہ فخرالدین رازی عندی جمیع الوعیدات مشروطۃ بعدم العفو (تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۶۰۹ مصری)

کہ تمام وعیدی اور انذاری پیشگوئیاں عدم توبہ کے ساتھ مشروط ہوتی ہیں۔ اور بعض دفعہ تو شرط تو بہ اصل پیشگوئی میں مذکور بھی نہیں ہوتی۔ لیکن باوجود اس کے شرط توبہ مخفی ضرور ہوتی ہے۔ اس شرط کو مخفی اس لئے رکھا جاتا ہے۔ کہ تا مخاطب پر خوف الہی شدت سے طاری ہو۔ اور وہ جلدی توبہ و رجوع کرے۔ (روح المعانی جلد ۴ صفحہ ۱۰۹ مطبوعہ مصر)

لہذا اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیشگوئی بالکل غیر مشروط بھی ہوتی۔ تو اس پر قرآن مجید۔ احادیث نبوی۔ اقوال آئمہ اور سنت الہیہ کے رُو سے کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا تھا۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیشگوئی اس قدر واضح ہے۔ کہ اس پر کوئی احتمالی اعتراض بھی وارد نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ ذیل میں ہم اس پیشگوئی کے اصل الفاظ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء سے درج کرتے ہیں۔

"تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائیگی۔ اور ہر ایک شاخ تیرے جدی بھائیوں کی کاٹی جائیگی۔ اور وہ جلد لاولد رہکر فوت ہو جائیگی۔ اگر وہ توبہ نہ کرینگے۔ تو خدا ان پر بلا پر بلا نازل کریگا۔ یہانتک کہ وہ نابود ہو جائینگے۔ انکے گھر بیواؤں سے بھر جائینگے۔ اور انکی دیواروں پر غضب نازل ہوگا۔ لیکن اگر وہ رجوع کرینگے۔ تو خدا رحم کے ساتھ رجوع کریگا۔"

پیشگوئی کے الفاظ اس قدر واضح ہیں۔ کہ کسی مزید وضاحت اور تشریح کے محتاج نہیں۔

ان الفاظ میں تین پیشگوئیاں کی گئی تھیں۔ ۱۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسل بڑھیگی اور ملکوں میں پھیل جائے گی۔ (۲) آپ کے جدی بھائیوں کی نسل منقطع ہو جائیگی۔ (۳) اگر وہ توبہ اور رجوع کرینگے۔ تو خدا بھی ان کی طرف رحم کے ساتھ رجوع کریگا۔

چنانچہ دیکھ لو۔ کہ یہ تینوں پیشگوئیاں کس شان سے پوری ہوئی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقدس اولاد کا سرعت کے ساتھ بڑھنا پہلی پیشگوئی کی صداقت کا ثبوت ہے آپ کے جدی بھائیوں کی نسل کا منقطع ہو جانا اور انکا بے اولاد مر جانا دوسری پیشگوئی کی صداقت پر گواہ ہے۔ اور مرزا گل محمد صاحب کا احمدی ہو جانا اور انکی طرف خدا تعالیٰ کا رحم کے ساتھ رجوع کرنا تیسری پیشگوئی کو پورا کرنیوالا ہے۔ غرضکہ مرزا گل محمد صاحب کے گھر میں لڑکا پیدا ہونا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک زبردست نشان ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرزا گل محمد صاحب کے اس فرزند کو لمبی عمر عطا کرے اور انکو اور بھی زندہ رہنے والی اولاد عطا کرے۔ تا وہ بڑے ہو کر خدا تعالیٰ کے اس نشان کے شاہد ہوں۔ اور وہ اس امر کی گواہی دیں۔ کہ ہمارا وجود محض خدا کے مسیح موعود پر ایمان لانے اور ہمارے باپ کی توبہ اور رجوع کے نتیجہ میں بطور نشان ہے۔

"پیغام صلح" کی ایک غلط بیانی کی تردید

چونکہ نہ میں اخبار پیغام صلح کا خریدار ہوں۔ نہ ہمارے احباب میں سے کوئی اسے منگوانا پسند کرتا ہے۔ اس واسطے ہم کو لاہوری کرم فرماؤں کے متعلق بہت کم علم ہوتا ہے۔ کہ وہ کیا کہتے اور کیا کرتے ہیں۔ تاہم کبھی کبھی خود ان کے ممبروں کے ذریعہ یا اخبارات جماعت احمدیہ کے ذریعہ ان کے بعض حالات سے اطلاع مل جاتی ہے۔

کل میں ہوتی مردان سے پشاور آیا تو مسجد احمدیہ میں داخل ہوتے ہی برادر میاں محمد یوسف صاحب احمدی نے میرے سامنے اخبار فاروق قادیان ۲۸ اگست کا پرچہ رکھا اور اس کے صفحہ ۱۰ کا کالم اول پڑھنے کو کہا۔ جب میں نے نظر کی تو وہاں اخبار پیغام صلح لاہور ۱۹ اگست ۳۶ء کے حوالہ سے لکھا ہوا تھا "ایک اور مثال سنئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر آپکی قبر پر ان الفاظ میں ایک کتبہ لگایا گیا۔ "جناب مرزا غلام احمد قادیانی رئیس قادیان مسیح موعود مجدد صدی چہاردہم تاریخ وفات ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء" اس کتبہ سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ حضرت مسیح موعود کو بحیثیت مجدد دنیا کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے نہ بحیثیت نبی کے۔ اتفاق سے ہمارے محترم دوست ملک عبدالرحمٰن صاحب ملٹری اکاؤنٹنٹ راولپنڈی (حال شملہ) ملک فضل کریم صاحب گورنمنٹ کنٹریکٹر اور بعض دیگر احباب ۱۹۳۶ء کے جلسہ پر قادیان رونق دیکھنے چلے گئے۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے انہیں بہشتی مقبرہ کی زیارت کرائی فاتحہ خوانی کے بعد ملک عبدالرحمٰن صاحب نے کہا۔ کہ یہ کتبہ کب کا لگا ہوا ہے جواب ملا کہ حضرت صاحب کی وفات کے بعد ہی لگایا گیا تھا۔ ملک صاحب خاموش ہو گئے۔ مگر قاضی صاحب نے دریافت کیا۔ کہ اس سوال کا باعث کیا تھا۔ ملک صاحب نے جواب دیا۔ کہ آج ایک بڑا اہم مسئلہ حل ہوتا نظر آ رہا ہے۔ کہ اس قبر کا کتبہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔ کہ اندر کون ہے۔ مجدد یا نبی ۔ ۔ ۔ ۔

قاضی محمد یوسف صاحب خاموش رہنے والے نہ تھے۔ کہنے لگے کہ یہ بات درست ہے کہ کتبہ یہاں لگایا جانا ٹھیک نہیں۔ مگر یہ سب کچھ مولوی محمد علی صاحب کی حرکات ہیں۔ کہ نبی کی بجائے مجدد لکھوا دیا۔ ملک عبدالرحمٰن صاحب نے اپنے رفقاء سفر کو کہہ دیا تھا۔ کہ یہ کتبہ ضرور تبدیل کرا دیا جائے گا چنانچہ جب آپ ۱۹۳۱ء میں قادیان گئے۔ تو اس خیال کو لے کر گئے تھے۔ کہ دیکھیں اب کتبے کا کیا حال ہے۔ جب دیکھا تو معلوم ہوا۔ کہ اس چھوٹے سے کتبے کی بجائے ایک بڑا کتبہ لگا ہے۔ مگر اس پر مجدد صدی چہاردہم کے الفاظ ندارد ہیں۔ جب خاکسار یہ حصہ پڑھ چکا۔ تو میاں محمد یوسف صاحب احمدی نے جیب سے اخبار پیغام صلح لاہور کا پرچہ مورخہ ۲۷ اگست ۱۹۳۶ء نکالا۔ جس میں صفحہ ۳-۴ پر جناب مولوی محمد علی صاحب کا ایک خطبہ درج تھا جس کا عنوان تو تھا کہ اللہ تعالےٰ کا تقوےٰ اختیار کرنا کامیابی کا ذریعہ ہے۔ مگر اس کے ذیل میں پھر یہی کتبہ کا واقعہ دہرایا گیا تھا۔ اور خاکسار اور جماعت احمدیہ قادیان پر حملے کی گئی تھی۔ میں تو خدا گواہ ہے کہ نہ ملک عبدالرحمٰن صاحب ملٹری اکاؤنٹنٹ کو جانتا ہوں۔ نہ ان کی شکل و صورت یاد ہے۔ نہ اس واقعہ کا قطعاً کوئی علم ہے۔ کہ کہاں سے بنایا گیا اور کیوں ایک فرضی واقعہ میری طرف منسوب کیا گیا۔ جب اصل واقعہ ہی باطل اور جھوٹ ہے۔ تو اس پر جناب امیر صاحب کا خطبہ جمعہ بنار الباطل علی الباطل ہے۔

جب میں ۲۴ لغایت ۳۰ جون ۱۹۲۸ء کو نتھیا گلی سے سرینگر گیا۔ اور وہاں مولوی عبداللہ صاحب کشمیری کے مکان پر مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی۔ اور شیخ بشیر احمد نو مسلم جواب احرار کا مبلغ ہے سے ملاقات ہوئی۔ دسمبر ۱۹۲۹ء کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر میں قادیان جا رہا تھا۔ جب لاہور کے سٹیشن پر ایک گاڑی میں سوار ہوا تو مدثر شاہ، مرزا محمد سلطان اور مستری میاں محمد مکی ساکنان پشاور اور ملک فضل کریم صاحب ساکن راولپنڈی اور چند افراد اور شیخ بشیر احمد نو مسلم بھی سوار تھے۔ شیخ بشیر احمد نے مجھے پہچان لیا۔ اور تپاک سے ملا نیز ملک فضل کریم صاحب اور ایک اور صاحب سے تعارف کرایا جن کا نام غالباً مولوی غلام ربانی صاحب تھا اور یہ ہر دو راولپنڈی کے تھے۔ پس میری شناخت اور ملاقات ملک فضل کریم صاحب سے پہلی دفعہ اسی سال ہوئی۔ اور اس کے بعد غالباً دوبارہ نہیں ہوئی۔

جب حالات یہ ہیں تو دسمبر ۲۷ء کا واقعہ مقبرہ بہشتی کے متعلق محض خود ساختہ اور غلط ہے۔ رہا یہ کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مزار مبارک پر کوئی کتبہ تھا جس پر مجدد صدی چہاردہم کے الفاظ تھے۔ اور اب وہ الفاظ باقی نہیں رہے۔ لہذا یہ بڑی بددیانتی کی گئی۔ سو واضح ہو کہ (۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے روضہ مبارک پر کوئی کتبہ جدا موجود نہ تھا۔ بلکہ قبر کے سرہانے صرف چونے کی دیوار پر سیاہی سے لکھی ہوئی تحریر تھی جو عرصہ گزرنے پر بارشوں کی وجہ سے پھیکی ہو گئی۔ ورنہ عمداً اور ارادۃً کوئی تحریر نہیں بدلی گئی۔ (۲) اس وقت جو سنگ مرمر کا کتبہ لگایا گیا ہے۔ اس پر اگر مجدد کے الفاظ نہیں۔ تو نبی اور رسول کے الفاظ بھی نہیں لکھے گئے۔ اس واسطے جو چیز پیغام صلح کے خیال میں مٹائی گئی ہے۔ وہ لفظ مجدد ہے۔ مگر اس کا بدل لفظ نبی اور رسول موجود نہیں پس یہ بات بھی ثابت کرتی ہے۔ کہ نئے کتبہ میں کوئی بدنیتی مدنظر نہیں رکھی گئی۔ یہ فرسودہ الزام سے کام لیا گیا ہے (۳) اگر غیر مبایعین کا کام حضرت احمد علیہ السلام کو مجدد کہنے سے بن سکتا ہے۔ تو ہم اعلان کرتے ہیں۔ کہ حضرت احمد جری اللہ ضرور مجدد صدی چہاردہم تھے اور یقیناً تھے۔ اور کوئی احمدی آپ کے مجدد ہونے کا منکر نہیں۔ البتہ فرق یہ ہے کہ پہلے مجدد صرف مجدد تھے۔ نہ خدا نے ان کو نبی کہا۔ نہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو نبی کہا نہ وہ خود مدعی نبوت تھے۔ مگر چودھویں صدی کے سر پر جو مجدد آیا وہ نبی ہے۔ خدا نے بار بار اس کو نبی اور رسول کہا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو نبی اللہ ٹھہرایا ہے۔ اور جمیع فرق اسلامیہ بالاتفاق آنے والے مسیح موعود کو نبی اللہ مانتے چلے آئے ہیں۔ اور خود وہ کہتا ہے کہ میں نبی اور رسول ہوں۔

پس مجدد صدی چہاردہم کے الفاظ لکھنے سے جو نبی مجدد ہے وہ ولی مجدد ہرگز نہیں بن سکتا۔ اگر لفظ مجدد سے ایک شخص نبی نہیں رہتا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لیکچر سیالکوٹ میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجدد اعظم کہا تھا۔ تو کیا نعوذ باللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی نبی نہ رہے ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء سے کر ستمبر ۱۹۳۶ء آ گیا۔ مگر جناب مولوی محمد علی صاحب ایسے ہی تنکوں کا سہارا لے کر بینات کو نظر انداز کرنے کی سعی کرتے چلے آ رہے ہیں۔ مگر ان کے ہاتھ اپنے ہی تیغ قلم سے ریویو آف ریلیجنز کے صفحات میں جنوری ۱۹۰۲ء لغایت ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء تک کٹ چکے ہیں اور وہ اب مونہہ اور قلم سے نکلی ہوئی باتیں واپس نہیں ہو سکتیں۔ بلکہ قیامت کے دن ان پر حجت ہوں گی۔ کاش بے بنیاد باتوں کو چھوڑ کر جناب مولوی صاحب حضرت احمد علیہ السلام کے دعوے نبوت پر قرآن کریم اور وحی حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ روشنی ڈالتے کہ کیا خداوند کریم نے سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے قبل کبھی اصلاح خلق کا کام کسی مجدد یا محدث سے لیا ہے۔ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد جو مسیح موعود آیا۔ اس کو خدا تعالےٰ نے اس کی وحی میں ایک دفعہ بھی مجدد کے نام سے پکارا ہے۔ آخر کیوں ایک مجدد اور ولی اللہ کو بار بار نبی اور رسول کے نام سے یاد کیا گیا۔ یہ وہ مطالبہ ہے جس سے کوئی غیر مبائع عہدہ برا نہیں ہو سکتا۔

عزیزو جب تم غیر احمدیوں سے کہا کرتے ہو کہ اگر فقہا کے کلام میں اختلاف ہو تو حدیث شریف کی طرف رجوع کرو۔ اور اگر احادیث میں اختلاف ہو تو قرآن کریم کی طرف آؤ۔ جو وحی اللہ اور کلام اللہ ہے۔ پھر آپ کیوں اپنی تحریرات کے اختلاف پر حضرت احمد علیہ السلام کے ارشادات کو مقدم نہیں کرتے۔ اور حضرت احمد کے دو

تفسیر آیۃ خاتم النبیین

مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب

مولانا موصوف کی مشہور کتاب تقویۃ الایمان پر اُن کے ایک ہمعصر جناب مولوی فضل حق صاحب منطقی خیر آبادی نے کچھ اعتراضات کئے تھے۔ اُن اعتراضات کے جواب میں مولانا اسمٰعیل صاحب نے "رسالہ یکروزی" لکھا۔ یہ رسالہ مولانا موصوف کی ایک تصنیف "ایضاح الحق الصریح" کے ساتھ مطبع فاروقی دہلی میں جس پر ۱۲۹۷ھ ہجری درج ہے طبع ہوا۔ رسالہ مذکورہ کے شروع میں یہ عبارت لکھی ہے "رسالہ ہذا از تصنیف عالم نبیل مقبول رب جلیل مولانا محمد اسمٰعیل شہید مرحوم مغفور است کہ در دفع اعتراضات مولوی فضل حق صاحب در یک روز نوشتہ بودند۔ دادہ بودند"

مولوی فضل حق صاحب کا رسالہ میری نظر سے نہیں گزرا اُنکے اعتراض کے الفاظ جو مولانا اسمٰعیل صاحب کی عبارت مندرجہ رسالہ یکروزی میں درج ہیں وہ بصورت استفتاء صفحہ ۱۵۸ میں یہ ہیں:۔ "نیز ادعا میکند کہ ہر کہ برائے خاتم النبیین معنی دیگر سوائے آخر النبیین تراشد او ہم کافر است اینقول ہم صحیح است یا نہ بینوا و توجروا" یعنی جو شخص خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے سوائے اور تراشتا ہے وہ کافر ہے یہ قول صحیح ہے یا نہیں۔ مولانا اسمٰعیل صاحب نے استفتاء مذکور کا جو اب دیا ہے وہ کتاب مذکور کے صفحہ ۱۵۸-۱۵۹ سے نقل کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے:۔

"اما قول او ہر کہ برائے خاتم النبیین معنی دیگر تراشد کافر است نیز مبنی بر جہالت اوست علامہ تورپشتی در معتمد مینویسد کہ مراد از خاتم النبیین آنست یعنی نبوت را مہر کرد و نبوۃ با مدن او تمام شد یا معنی آنکہ خدا انتہائے پیغمبران بوئے ختم کرد وختم خدا حکم است بدانچہ از ان نخواہد گردید چنانچہ ختم اللہ علی قلوبھم گفت بر دلہائے کافران مہر نہاد یعنی حکم کرد کہ ایشان ہرگز ایمان نیارند وختم را بدان معنی گویند کہ باخر رسید گویند قرآن را ختم کردم یعنی باخر قرآن رسیدم وتا از ان سورتے وآیتے باقی باشد نتوان گفت کہ ختم کردم اگر بدینوجہ گویند کہ آخر انبیا است تواں گفت اما معنی براصل لغت مستقیم آنست کہ پیش ازیں گفتم انتہی۔ وعمدۃ المفسرین والعلماء مولانا مولوی عبدالقادر صاحب در موضح القرآن در ترجمہ آیہ کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین مینویسد لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر انتہے۔ در تفسیر احمدی مینویسد:۔

"والمقصود انہ یفھم من الایۃ ختم النبوۃ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام لان الخاتم بفتح التاء عند عاصم وبکسر التاء عند غیرہ وعلی الاول ھو من الختام الذی یختم بہ الباب وانما یطلق ھھنا علی النبی لانہ یختم بہ ابواب النبوۃ ویغلق الی یوم القیامۃ وعلی الثانی یکون منہ ایضاً ویفعل الختم ویقویہ قرأۃ ابن مسعود لکن نبینا ختم النبیین او بمعنی الاٰخر فثبت المدعا۔ الاول رای صاحب الکشاف والاخر رای الامام الرازی والمآل علی کل توجیہ ھو معنی الاٰخر ولذلک فسر صاحب المدارک قرأۃ عاصم بالاٰخر فتنبہ لیبلغک کلا القرأتین بالاٰخر انتہی۔ پس اختلاف مفسرین ازیں عبارت ہم بظہور رسید ونزد اہل تفسیر ہر دو صحیح است پس کفر بریں معنی مرتب کردن بجز جہل چہ گفتہ آید"۔

(ترجمہ) لیکن (مستفتی یا معترض کا) یہ قول کہ آیۃ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے سوائے کچھ اور کرنے والا کافر ہے معترض کی جہالت پر مبنی ہے۔ علامہ تورپشتی نے معتمد میں لکھا ہے کہ خاتم النبیین سے مراد یہ ہے کہ نبوت پر مہر لگا دی اور نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے تمام ہو گئی اور یا اس کے معنی یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ نے پیغمبروں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ختم کر دیا۔ اور ختم خدا کا حکم ہے اس چیز کے ساتھ جس سے وہ نہ پھریگا چنانچہ ختم اللہ علی قلوبھم فرمایا اللہ نے کافروں کے دلوں پر مہر لگا دی۔ یعنی حکم کیا کہ یہ کافر ہرگز ایمان نہ لائینگے۔ اور ختم کو اس معنی سے کہتے ہیں کہ اخیر پر پہنچا۔ کہتے ہیں قرآن کو میں نے ختم کر لیا۔ یعنی میں قرآن کے اخیر پر پہنچ گیا۔ اور جب تک کوئی سورۃ یا آیت باقی رہتی ہے نہیں کہہ سکتے کہ ختم کر لیا۔ اگر اس وجہ سے کہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آخر النبیین ہیں تو کہہ سکتے ہیں۔ لیکن اصل لغت کے اعتبار سے صحیح و درست معنی (خاتم النبیین کے) وہی ہیں جو ہم نے پہلے بیان کئے ہیں (تمام ہوئی عبارت معتمد کی)

اور عمدۃ المفسرین والعلماء مولانا مولوی عبدالقادر صاحب موضح القرآن میں ترجمہ آیہ کریمہ، ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین یہ لکھتے ہیں "لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر ہے نبیوں پر" انتہی۔

تفسیر احمدی میں لکھا ہے "مراد یہ ہے کہ آیہ کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین سے ختم نبوت ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر سمجھی جاتی ہے اس وجہ سے کہ خاتم تاء کے فتحہ یعنی زبر کے ساتھ عاصمؒ کی قرأت ہے۔ اور تاء کے کسرہ یعنی زیر کے ساتھ اوروں کی قرأت ہے۔ پہلی قرأت پر ختم کو ختام سے اخذ کیا گیا ہے ختام اُسے کہتے ہیں جس سے دروازہ بند کیا جاتا ہے اور اس جگہ اس کا اطلاق نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوا ہے۔ کیونکہ آنحضرت کی ذات مبارک کے ساتھ نبوت کے دروازے ختم یعنی بند کر دئے گئے۔ قیامت تک اور دوسری قرأت پر بھی ختم اسی ختام سے ہی ماخوذ ہے۔ یعنی آنحضرتؐ نبیین کو ختم کرنے ہیں اور قرأت ابن مسعودؓ لکن نبینا ختم النبیین اس کی تقویت کرتی ہے یا آخر کے معنی میں ہے پس مدعا ثابت ہو گیا۔ پہلی رائے صاحب کشاف کی ہے اور دوسری رائے امام رازی کی۔ اور ہر توجیہ کا مآل وہی معنی الاٰخر ہیں اس لئے صاحب مدارک نے قرأۃ عاصم کی تفسیر الاٰخر کے ساتھ کی ہے۔ پس اے قاری متنبہ ہو جا کہ تفسیر بالاٰخر سے دونوں قرأتوں تک تیری رسائی ہوگی۔

۲۲

۲۲

پس اختلاف مفسرین اس عبارت (یعنی تفسیر احمدی کی عبارت) سے بھی ظاہر ہو گیا۔ اور اہل تفسیر کے نزدیک دونوں تفسیریں صحیح ہیں۔ لہذا ان دونوں معنوں میں سے کسی معنی پر کفر کا فتوے مرتب کرنا نری جہالت ہے۔

راقم

سید صادق حسین مختار عدالت وپریذیڈنٹ جماعت احمدیہ اٹاوہ

کیا غیر مبایعین "ایک موٹی بات" سمجھینگے؟

الفضل ۱۷ ستمبر ۱۹۳۶ء میں "ایک موٹی بات" کے عنوان کے ماتحت عمدہ پیرایہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چند عبارتیں نقل کرکے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے والے لوگ قطعی جنتی ہیں۔ اور چونکہ اس مقبرہ میں حضور علیہ السلام کے اہل وعیال بغیر کسی شرط کے دفن ہوں گے کیونکہ ان کی نسبت خدا نے استثناء رکھا ہے" اس لئے ثابت ہوا کہ وہ بھی یقینی جنتی ہیں اسی طرح اس کے خلاف شکایت کرنے والے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد مبارک کے ماتحت منافق ہیں نتیجہ صاف اور بین ہے کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ اور آپکے بھائی اور حضرت ام المومنین سلمہا اللہ تعالیٰ کے متعلق پہلے سے ہی اللہ تعالیٰ نے اطلاع دی ہوئی ہے کہ وہ ہمیشہ حق وصداقت کی اتباع کی وجہ سے جنتی ہوں گے۔ اور ان کے مخالفین باوجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان کا دعوی کرنے کے اپنے آپ کو یقینی طور پر منافق ثابت کرینگے۔ یہ موٹی بات ایک اور پہلو سے بھی بیان کی جا سکتی ہے وہ اس طرح کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تمام ان لوگوں کی نسبت جو اس مقبرہ میں دفن ہوں خدا تعالیٰ سے علم پاکر بتایا کہ وہ جنتی ہوں گے لیکن مولوی محمد علی اور ان کے رفقاء کہتے ہیں جو غیر احمدیوں کو کافر کہے وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔ اسلئے مبایعین کو وہ کافر قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ یہی وہ لوگ ہیں جو بہشتی مقبرہ میں دفن ہو کر اپنا یقینی جنتی ہونا ثابت کر رہے ہیں۔ اب یا تو غیر مبایعین کو یہ ماننا پڑے گا کہ جماعت احمدیہ قادیان حق پر ہے۔ یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر کے صریح خلاف یہ کہنا ہو گا کہ بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے والے یقینی جنتی نہیں ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا غیر مبایعین اس موٹی اور عام فہم بات کو سمجھینگے اور اگر سمجھینگے تو اس کے مطابق اپنی اصلاح کرینگے؟

(خاکسار محمد یار عارف از بمبئی)

ریتی چھلہ کے متعلق مقدمہ کی سماعت

ہرچووال ۷ ستمبر ۱۹۳۶ء - قادیان کے بعض پیشہ ور لوگوں کی طرف سے ریتی چھلہ کے متعلق جو مقدمہ دائر ہے اس کی سماعت بمقام ہرچووال متصل قادیان ہوئی - جناب شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ ہائیکورٹ - جناب مرزا عبد الحق صاحب جناب مولوی فضل دین صاحب پلیڈر اور منشی محمد الدین صاحب مختار عام صدر انجمن کی طرف سے پیروی کے لئے موجود تھے - سات گواہان کی شہادتیں ہوئیں اور مزید سماعت کے لئے ۲۳ ستمبر کی تاریخ مقرر ہوئی -

بیان سید محمد اسمٰعیل صاحب

۱۹۲۰ء میں صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ کا سیاہہ کلرک تھا - نظارت بیت المال نے مرزا اکرم بیگ صاحب کی زمین کا کچھ حصہ صدر انجمن احمدیہ کے لئے خریدنے کی غرض سے چالیس ہزار پانسو روپیہ داخل کیا تھا - یعنی چندہ عام کی مد سے خرید اراضی کی مد میں منتقل کر دیا تھا - یہ رقم ۱۹۲۰ء میں مختلف تاریخوں کو منتقل کی گئی

بجواب جرح بہر آتشباز کہا - میں ریتی چھلہ سے واقف ہوں - قریباً ایک سال ہوا اسکے ارد گرد صدر انجمن احمدیہ نے دیوار بنوائی تھی - پہلے لوگ خالی زمین ہونے کی وجہ سے ادھر سے گزر جاتے تھے - رستہ باقاعدہ نہیں تھا - بارش کے دنوں میں پانی اس میں سے گزر کر ڈھاب میں جاتا ہے - منڈیاں بھی صدر انجمن احمدیہ کے زیر اہتمام وہاں لگتی رہی ہیں - منڈی قریباً چار سال سے لگتی رہی ہے - لوگ درخت کے نیچے بیٹھتے رہے ہیں - مختلف دیہات کے لوگ ریتی چھلہ میں سے گزر جاتے تھے - مگر کوئی مستقل رستہ نہیں تھا - میں نے احمدیہ سکول کے لڑکوں کو ہی ریتی چھلہ میں کھیلتے دیکھا ہے - معلوم نہیں غیر احمدیوں کے بچے کھیلتے تھے - دیہات کو جانے کے لئے اصل رستہ کھنڈا ہے -

قاضی عبد الرحمن صاحب کلرک صدر انجمن احمدیہ

میں ریزدلیوشنز کی کتاب لایا ہوں اور ریزدلیوشنز ۶۸ مورخہ ۵/۱۰ ۲۱ اور ۱۲۸ مورخہ ۵/۱۰ ۱۳ اور ۷/۱۰ مورخہ ۸۱۳ ۸۱۲ میرے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے -

چودھری لال خان صاحب

میں ناظم جائیداد کے دفتر میں کلرک ہوں اُنھوں نے مجھے رجسٹر دیئے ہیں - پانچ رسید بکیں ہیں - ایک رجسٹر فروخت اراضی ہے - ریتی چھلہ کے کرایہ کی رسیدیں ہیں -

منشی حمید الدین صاحب

میں دفتر محاسب میں کلرک ہوں ۲۲ء سے ۳۵ء تک ناظم جائیداد کے دفتر میں کلرک رہا ہوں - میں نے بعض بل پیش کئے - جو مختار عام صدر انجمن - منشی محمد الدین صاحب کو ریتی چھلہ کے گرد دیوار کی تعمیر کے لئے روپیہ دینے کے لئے بتاتے گئے تھے اور بعض اندراجات دکھائے - جو مختلف کرایہ داروں سے ریتی چھلہ کے کرایہ کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن ہوئیں -

بجواب جرح کہا - میں ۱۹۰۶ء سے ۱۹۰۷ء - ۱۹۱۴ء سے ۱۹۱۷ء اور ۱۹۲۷ء سے آج تک یہاں رہتا ہوں - میں نے ریتی چھلہ میں سے کوئی رستے نہیں دیکھے - نہ ہی میں نے کسی کو گزرتے دیکھا - مجھے معلوم نہیں کہ اس جگہ غیر احمدی لڑکے کبھی کھیلتے رہے ہوں - انجمن نے یہ زمین مرزا اکرم بیگ سے خریدی تھی

قاضی عبد الرحیم صاحب

۱۹۲۳ء میں میں نے ریتی چھلہ کی سروے ناظر امور عامہ کے حکم سے کی تھی اور برجیاں لگائی تھیں - اور نقشہ بنایا تھا - اور اس کی اُجرت مجھے دی گئی تھی - اس جگہ کے بلاک بھی بنائے گئے تھے - ریتی چھلہ کا نقشہ اور دیگر نئی آبادی کا ۱۹۲۹ء میں میں نے ہی بنایا تھا - ریتی چھلہ کا نمبر ۲ لہ ہے - ۱۹۲۴ء یا ۱۹۲۵ء میں اس خیال سے کہ غیر احمدی اپنے جلسے کے موقعہ پر اس زمین کو استعمال نہ کریں - میں نے ناظر امور عامہ کے حکم سے اس کے گرد اشتہار یاں رکھ کر رستہ بند کر دیا تھا - اور چند مختلف مقامات پر بورڈ لگا دیئے - کہ یہاں داخل ہونے کی اجازت نہیں -

بجواب جرح مہر آتشباز کہا ریتی چھلہ سے شمال - شمال مشرق - اور مشرق کی طرف رستے ٹھکریوالہ - کھارہ اور بھینگواں سے آتے ہیں - جب احاطہ نہیں بنا تھا - ان اطراف سے آنے والے لوگ ریتی چھلہ میں سے گزر سکتے تھے - جنوب اور مغرب کی طرف ایک گلی ہے جو بڑے بازار کو جاتی ہے - میں نے یہ نقشہ کاغذات مال کی مدد سے ۱۹۱۰ء میں بنایا تھا - ایک بوہڑ کا درخت ہے معلوم نہیں کس نے لگایا - بعض اوقات غیر احمدیوں کے بچے یہاں کھیلتے دیکھے گئے ہیں - پہلے یہاں مال مویشی کھڑے ہو جاتے تھے - مگر جب سے انجمن نے روکا ہے - اب کوئی نہیں - ۱۹۲۳ء میں انجمن نے اس پر قبضہ کر لیا تھا - میں چھجو مل کے مقدمہ میں مدعا علیہ تھا - اور میرے خلاف ڈگری ہوئی تھی - ریتی چھلہ میں چھجو کا کوئی حصہ میرے علم کے مطابق نہیں - اس ڈگری کے اجراء کا مقدمہ اب چل رہا ہے - میں نہیں جانتا - غیر احمدیوں کے جلسے وہاں کون کرتا رہا جو ریتی چھلہ کے قریب ہوتے تھے

بجواب مکرر جرح کہا کہ نقشہ بناتے ہوئے میں نے ریتی چھلہ میں کوئی رستے نہیں دیکھے تھے

ٹھیکیدار اللہ یار صاحب

میں سارا ریتی چھلہ صدر انجمن احمدیہ سے ٹھیکہ پر لیا کرتا تھا - جو وہ بذریعہ منادی نیلام کرتی تھی - پہلی دفعہ دسمبر ۲۳ء میں ایک ماہ کے لئے تھا - اور ۱/-/۲۰ ٹھیکہ دیا تھا - اس کے بعد کرایہ پر لیتا رہا - میں بھی اسے کرایہ پر دیا کرتا تھا - لیکھو اور فضل کو بھی دیتا تھا ان کے کرایہ نامے پیش کرتا ہوں - دسمبر ۳۴ء میں میں نے اس جگہ کا ٹھیکہ عبد الرحمن اور فضل کے ساتھ مل کر کیا تھا - یہ صرف دو رسیدیں میرے پاس ہیں - جو پیش کی ہیں - باقی چوری ہو گئی تھیں - اس جگہ کے ارد گرد اب دیواریں بنی ہوئی ہیں - جب میں ٹھیکہ لیتا تھا - لوگ بیچ میں سے نہیں گزرتے تھے - اور میں کسی کو نہیں گزرنے دیتا تھا -

بجواب جرح مہر آتشباز کہا - ۱۹۲۱ء میں میں نے گیارہ ماہ کے لئے ٹھیکہ لیا تھا - اور دسمبر ۱۹۲۲ء سے قبل بعض لوگ اس میں سے گزر جاتے تھے - جب خالی ہوتا تھا - میں احمدی ہوں اور چندہ دیتا ہوں -

ان کے علاوہ شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر کی شہادت بھی ہوئی اور انھوں نے اخبار الفضل میں درج شدہ بعض رپورٹوں کی تصدیق کی - جن سے ریتی چھلہ پر صدر انجمن احمدیہ کا قبضہ ثابت ہوتا ہے -

---

حافظ مغل دین صاحب کو اطلاع

حافظ مغل الدین صاحب سکنہ چک پنیار ۹ شمالی ڈاکخانہ بھلوال ضلع سرگودھا کے خلاف ۲۸ جولائی ۱۹۳۵ء کو محکمہ قضا نے ایک فیصلہ کیا تھا - اس کی تعمیل کے لئے نظارت امور عامہ کوشش کرتی رہی ہے - مگر اب ایسی صورت ہو رہی ہے کہ جب حافظ مغل دین صاحب کو چٹھی لکھی جائے - اور بصیغہ رجسٹری بھیجی جائے - تو لینے سے انکار کر دیتے ہیں -

لہٰذا اعلان کیا جاتا ہے کہ حافظ مغل دین صاحب جہاں کہیں بھی ہوں - وہاں کی جماعت کے عہدیداران سے جواب طلب کریں - کہ وہ کیوں ایسا کرتے ہیں -

اور جو روپیہ ان کے ذمہ بروئے فیصلہ قضا نکلتا ہے اسے ادا کرنے سے کیوں پہلو تہی کرتے ہیں -؟

ناظر امور عامہ
سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان

ریلوے اور لاری کی رقابت

عرصہ سے اخبارات میں ریلوے اور لاری کی ناجائز رقابت کے متعلق بحث جاری ہے۔ مضمون نگاروں نے زیادہ تر موٹر لاریوں کی طرفداری کی ہے۔ اور اپنے دلائل میں ریلوے مفاد کو نظرانداز کر دیا ہے ؛

آج کل سڑک یا بالفاظ دیگر لاری سے سفر کرنا اس لئے مقبول ہے۔ کہ یہ کسی قدر سستا ہے۔ سفر جلد طے ہو جاتا ہے اور پھر مسافر اپنے گھر کے قریب سوار ہوتا ہے۔ اور گھر پر جا اترتا ہے۔ مگر اس کے برعکس کون انکار کر سکتا ہے۔ کہ ریلوے سے سفر کرنا بے خطر اور پرامن ہے۔ اور اگر لمبا سفر ہو تو مسافر بہت کم آرام پاتا ہے۔ ریلوے گاڑیوں میں مسافر کے لئے جگہ کی بہت گنجائش ہوتی ہے۔ یہ بات لاریوں میں میسر نہیں۔ پھر آئے دن لاریوں کے حادثات سننے میں آتے ہیں ریلوے سفر میں یہ مہلک حادثات شاذ ہی پیش آتے ہیں۔ اور اگر کوئی ایسا واقعہ ہو بھی جائے۔ تو ریلوے ہرجانہ دینے کے لئے آمادہ ہے۔ مگر لاریوں کے صدہا واقعات ہوتے ہیں۔ نہ کبھی کسی نے ہرجانہ طلب کیا۔ اور نہ کوئی دینے کے لئے آمادہ ہوتا ہے ؛

شائد یہ کبھی خیال نہیں کیا جاتا۔ کہ لاریوں کا کرایہ محض ریلوے کے وجود سے سستا ہے۔ اگر آج ریلوے بند کر دی جائیں۔ تو لاریوں کا کرایہ فوراً چڑھ جائے گا۔ یہ بات تجربہ سے ثابت ہے۔ جہاں کہیں ایسا کیا گیا وہاں یہی صورت پیش آئی۔ مسافروں کے کرایہ میں اضافہ ہو گیا۔ اجناس کے کرایے ناقابل برداشت حد تک بڑھ گئے ؛

لاری کا کرایہ سستا ہونے کی ایک اور وجہ یہ ہے۔ کہ باربرداری کے معاملہ میں لاری والوں کو بہت گنجائش ہے۔ وہ صرف ایسا مال لادتے ہیں۔ جس میں سہولت اور نفع ہو۔ اور کم کرایہ والا مال نہیں اٹھاتے۔ نیز لاری والے قانوناً مجبور نہیں۔ کہ مہنگا اور سستا ہر قسم کا مال اٹھائیں۔ اس کے برعکس ریلوے پابند ہے کہ ہر مال کی باربرداری کرے اور مال کی تجارتی حیثیت کے مطابق کرایہ لے۔ مثلاً ریلوے کو کپڑا اور کوئلہ دونوں مناسب کرایہ پر اٹھانے پڑیں گے۔ لاری والے صرف کپڑے کی باربرداری کریں گے۔ وہ مجبور نہیں کئے جا سکتے۔ کہ کوئلہ بھی ریلوے ایسے سستے نرخ پر اٹھائیں۔ جہاں ایک طبقہ کو ایسی امتیازی سہولت حاصل ہو۔ ریلوے کے لئے کم کرایہ پر مقابلہ کر کے ملک کی خدمات انجام دینا ناممکن ہے ؛

ایسی حالت میں ریلوے کے لئے مندرجہ ذیل میں سے کوئی ایک طریق اختیار کرنا لازم ہے۔

(۱) کرایہ کی شرح میں اضافہ کر دیا جائے

(۲) ریلوے کا روبار بند کر دیا جائے۔

(۳) خسارہ پورا کرنے کے لئے گورنمنٹ سے مالی امداد طلب کی جائے۔

ان میں سے پہلی اور دوسری صورت پر عمل پیرا ہونا ناممکن ہے۔ کیونکہ تجارتی حیثیت کا لحاظ کئے بغیر کسی جنس کے ریلوے کرایہ میں اضافہ نہیں کیا جا سکتا دوسرے اس وقت ریلوے پر اربوں روپیہ لگ چکا ہے۔ اس لئے اس کا بند کرنا دور از کار معاملہ ہے۔ اس کے بعد صرف تیسری صورت باقی ہے۔ اگر اس پر عمل کیا جائے۔ تو جو امداد گورنمنٹ دے گی۔ وہ لامحالہ بصورت ٹیکس پبلک کی جیب سے نکلے گی۔ اس بیان سے ریلوے مفاد کی کافی وضاحت ہو جاتی ہے ؛

اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے۔ کہ لاری والے صرف اعلیٰ کرایہ کے مال کی باربرداری کریں گے۔ تو بھی باور نہیں کیا جا سکتا کہ موجودہ نرخ اور لاری کے رجسٹرشدہ بوجھ کی بنا پر وہ کچھ کما سکتے ہیں۔ لاریاں عموماً ڈیڑھ ٹن کے لئے رجسٹر کی جاتی ہیں اگر اسی بار پر اکتفا کیا جائے۔ تو مروجہ فی میل کرایہ پر لاری سے باربرداری کا صرف خرچ نکالنا ممکن نہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ لاری والے رجسٹرشدہ بوجھ کی پابندی کے ہوتے ہوئے ریلوے کے مقابلہ میں کیونکر کما سکتے ہیں۔ اس کا جواب اس کے سوا کچھ نہیں کہ رجسٹرشدہ وزن کی پابندی نہیں کی جاتی۔ اور ڈیڑھ ٹن کی بجائے ایک ایک لاری پر چھ چھ ٹن مال لاد دیا جاتا ہے۔ ورنہ قانون کی حدود کے اندر رہ کر لاری کا خرچ بھی پورا نہ ہو گا۔ اگر آج اس بات پر عملدرآمد کیا جائے۔ کہ کوئی لاری مقررہ اور رجسٹرشدہ وزن سے زیادہ وزن نہ اٹھائے گی۔ تو دیکھئے کہ لاریوں کی باربرداری کے نرخ کہاں تک چڑھ جاتے ہیں ؛

اندریں حالات۔ اونچے درجہ کے مال کی باربرداری سے لاری والے کہاں تک فائدہ اٹھائیں گے۔ ؟ اس کا اندازہ ناظرین خود لگا سکتے ہیں۔ اب مزید تشریح کی ضرورت نہیں۔ کہ ملک اور قوم کی جو اقتصادی اور ارزاں خدمات ریلوے انجام دے رہی ہیں۔ وہ لاری ایسے ذریعہ نقل و حمل کے لئے ناممکن ہے ؛

یہ مسئلہ کیونکر حل کیا جا سکتا ہے۔ یورپ کے ممالک میں یہی صورت تھی۔ انہوں نے ریلوے کے قومی مفاد کے پیش نظر لاری ٹریفک کے متعلق مختلف ضابطے سخت کر دیئے۔ اور جہاں کہیں دیکھا گیا۔ کہ لاری کا رواج قومی مفاد کے منافی ہے۔ وہاں لاری ٹریفک بند کر دی گئی۔ ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ قومی مفاد کا تحفظ کیا جائے۔ اور ریلوے اور سڑک یعنی لاری کے ذریعہ سے ٹریفک ہو اس کی تخصیص کر دی جائے۔ اس وقت یہ صورت ہے۔ کہ مالک خود لاری چلاتے ہیں۔ اور آپس میں مقابلہ کر کے خود تباہ ہو جاتے ہیں۔ اور ریلوے کے قومی مفاد کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ یہ لوگ اپنی پبلک ذمہ واریوں کا لحاظ نہیں رکھ سکتے۔ ان مشکلات کے ازالہ کی یہی ترکیب ہے۔ کہ یہ دستور موقوف کیا جائے۔ اور لاریوں کا انتظام صرف قابل اعتماد کمپنیوں کے سپرد کر دیا جائے ؛

اس کا یہ مقصد نہیں کہ کسی خاص کمپنی کی اجارہ داری قائم کی جائے بلکہ مختلف علاقوں میں مختلف کمپنیاں مال اور مسافروں کے جدا جدا نقل و حمل کا انتظام کریں۔ نیز مقامی حکام آسانی سے ایسی کمپنیوں کے طریق کار کی نگرانی کر سکتے ہیں اگر ایسا انتظام ہو جائے۔ تو ریلوے بھی ان کے ساتھ ملکر مال اور مسافر کے نرخ اور کرایے مقرر کر سکتی ہیں۔ اور رفتہ رفتہ برابر کی حصہ دار بھی بن سکتی ہیں۔ لیکن اخیر میں یہ قانون بنایا جا سکتا ہے۔ کہ صرف لاریوں سے مال کی باربرداری ہو۔ اور "بسیں" مسافر لے جایا کریں۔ پھر لاری اور بس کا بیمہ مسافر کے جان و مال کی حفاظت اور سوداگر کے نقصان کا معاوضہ۔ ان سب کے متعلق قانون مرتب کیا جا سکتا ہے۔ اور رجسٹرشدہ بوجھ سے زیادہ لادنے کے لئے جرمانے مقرر کئے جا سکتے ہیں ؛

لاری یا بس کے لئے صرف پچاس میل کے رقبہ کے اندر اندر نقل و حمل کا لائسنس ہونا چاہیئے۔ اور اگر کوئی کمپنی پچاس میل سے باہر کام کرنا چاہے۔ تو اس کے لئے مزید پچاس میل کا لائسنس ہونا چاہیئے لیکن اگر اس علاقہ میں ریلوے اسی سروس کے لئے موجود ہے تو ایسے زائد لائسنس کی عموماً اجازت نہ ہوگی اور زائد لائسنس اسی صورت میں درکار ہو گا۔ جہاں ریلوے اور لاری میں ناجائز مقابلہ کا امکان ہو۔ ورنہ عدم مقابلے کی صورت میں ایک لائسنس کافی ہو گا

یہاں جو مختصر تجاویز پیش کی گئی ہیں شائد لاری سروس کے طرفدار ان سے اتفاق نہ کریں۔ اور اپنے اعتراضات مزید دلائل سے پیش کریں۔ بہرحال یہ معلوم کرنا موجب اطمینان ہو گا کہ ہندوستان میں ریلوے اور لاری کا موجودہ مسئلہ کیونکر حل ہو سکتا ہے۔ یہ یقینی امر ہے کہ موجودہ صورت ملکی اور قومی مفاد کے لئے سراسر مضر ثابت ہو رہی ہے۔ اور لاری کے رواج سے جو نقصان ریلوے کو پہنچ رہا ہے وہ ایک ناقابل برداشت قومی نقصان ہے۔ کیونکہ ہر نوع اس نقصان کا ازالہ ٹیکس دینے والے ہندوستانیوں کو کرنا پڑتا ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ ہندوستان اس قابل نہیں کہ ریلوے کا خسارہ اٹھائے۔ اور ملک بھر کی سڑکوں کی شکست وریخت کی مرمت کا خرچ برداشت کرے ؛

(این۔ ڈبلیو۔ آر میگزین)

تلاش عزیز

میرا بھائی نور محمد ملتان چھاؤنی سے ملازمت چھوڑ کر کہیں چلا گیا ہے۔ صوبیدار سید محمد حسین شاہ صاحب ملٹری ہسپتال ملتان چھاؤنی نے بھی اس کی بہت تلاش کی ہے۔ مگر اس کا کچھ پتہ نہیں ملا۔ معلوم ہوا ہے کہ سکھر کے علاقہ میں گیا ہے۔ اس کا حلیہ یہ ہے۔ رنگ گندمی قد قدرے لمبا۔ عمر قریباً سولہ سترہ سال جس کسی صاحب کو اس کا پتہ ہو۔ یا وہ کسی دوست کو ملے۔ تو مندرجہ ذیل پتہ پر اطلاع دیں۔ اگر نور محمد یہ اعلان خود پڑھے۔ تو فوراً قادیان آجائے۔ والدہ صاحبہ سخت بے چین ہیں۔

خاکسار غلام محمد عید مدرس ہائی سکول قادیان

دافع الوسواس فی اثر ابن عباس

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے سے قبل جن صلحاء امت اور علماء ملت نے مسئلہ ختم نبوت پر بحث کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کے طرز استدلال کو پیش کیا ہے۔ ان اکابر میں سے ایک رفیع المنزلت بزرگ حضرت مولانا محمد عبد الحی صاحب مرحوم لکھنوی بھی ہیں۔ حضرت مولانا مرحوم کو اپنی خداداد فقاہت و ذہانت کی وجہ سے جو بلند مقام حاصل تھا۔ اور جس کی وجہ سے آپ ہندوستان سے باہر مصر وغیرہ ممالک اسلامیہ میں بھی قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ وہ محتاج بیان نہیں ہے۔ آپ اپنی تبحر علمی کے باعث امام اہل السنت والجماعت کہلاتے تھے اور آپ کو اجتہاد کا درجہ حاصل تھا۔ اتنے بڑے فقیہہ و مجتہد کا یہ رسالہ غیر احمدیوں پر اتمام حجت کرنے کے لئے نہایت مفید ہے اور احرار کے اس غلط الزام کا جواب دینے کے لئے کہ جماعت احمدیہ ختم نبوت کی منکر ہے۔ اس رسالہ کا اپنے پاس رکھنا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ بجائے اپنی نوٹ بک یا احمدیہ پاکٹ بک سے حوالہ پڑھنے کے اگر اصل کتاب کو ہی پیش کر دیا جائے۔ تو بہت زیادہ اثر ہوتا ہے۔

یہ رسالہ ایک مدت سے نایاب تھا۔ اب حضرت مولانا مرحوم کے نواسے نے اسے دوبارہ طبع کرایا ہے۔ جس کے سب نسخے خرید لئے گئے ہیں۔ احباب کو اس کی بکثرت اشاعت کرنی چاہیئے۔ حافظ سلیم احمد صاحب اٹاوی قادیان کے پتہ پر پانچ آنہ فی نسخہ کے حساب سے ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں۔ چار یا چار سے زائد نسخوں کے خریدار چار آنے فی نسخہ کے حساب سے بذریعہ منی آرڈر قیمت بھیجکر طلب فرمائیں:۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

ضرورت استاد

دو چھوٹی لڑکیوں کے لئے ایک استاد کی ضرورت ہے۔ جو ان کو پانچویں جماعت تک تعلیم دے سکے۔ اور قرآن مجید ناظرہ با ترجمہ پڑھا سکے۔ معمر دوست زیادہ موزوں ہونگے خواہشمند اصحاب۔ بابو عبد الرحیم صاحب سب اوورسیر معرفت سگنیلر دفتر نہر جھنگ مگھیانہ سے خط و کتابت کرکے فیصلہ کریں۔ ان کو استاد کی ضرورت ہے۔

ناظر تعلیم و تربیت۔ قادیان

باجلاس لالہ گنڈا رام صاحب نائب تحصیلدار دسوہہ (باختیارات اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم) ضلع ہوشیارپور

نبی بخش ولد پیر بخش راجپوت سکنہ نینووال راجپوتاں تھانہ ہریانہ تحصیل ہوشیارپور

بنام

عطا محمد خاں۔ سعد اللہ خاں۔ نگامی خاں پسران نبی بخش راجپوت ساکنان گھوڑ بواہا تھانہ ٹانڈہ تحصیل دسوہہ ضلع ہوشیارپور۔ نگامی خان حال وارد ہیڈ کنسٹبل پولیس لائن ضلع ہوشیارپور

درخواست اجرائے مال ۔/۳۳

مقدمہ بالا میں عطا محمد خان۔ سعد اللہ خان۔ نگامی خان وارثان نبی بخش ہیں۔ نبی بخش والد عطا محمد خان۔ سعد اللہ خان۔ نگامی خان مر چکا ہے۔ وہ مدیون تھا۔ اب چونکہ عطا محمد خان۔ سعد اللہ خان۔ نگامی خان پسرش قابض جائداد و وارث ہیں۔ ان کے خلاف ڈگریدار کارروائی وصول کروانی چاہتا ہے۔ وہ تعمیل سے گریز کرتے ہیں۔ اس لئے بذریعہ اشتہار اخبار ان کی تعمیل کروائی جانی ضروری ہے۔ لہٰذا بذریعہ اشتہار عطا محمد خان۔ سعد اللہ خان۔ نگامی خان مدیونان کو بذریعہ اشتہار مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ وہ مورخہ ۲۲ ۹/۳۶ حاضر عدالت ہوکر پیروی مقدمہ اصالتاً یا وکالتاً یا مختاراً کریں۔ ورنہ انکے خلاف کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جاوے گی۔ ۲۸ ۸/۳۶

دستخط حاکم (مہر عدالت)

محافظ اٹھرا گولیاں (رجسٹرڈ)

اولاد کا کسی کو نہ دنیا میں داغ ہو۔ اس غم سے ہر بشر کو الہٰی فراغ ہو
پھولا پھلا کسی کا نہ برباد باغ ہو۔ دشمن کا بھی جہاں میں نہ گھر بے چراغ ہو

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہوں۔ یا حمل گر جاتا ہو۔ یا بچے مردہ پیدا ہوتے ہوں اس کو عوام اٹھرا اور اطباء اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ شاہی حکیم کی مجرب **محافظ اٹھرا گولیاں** اکسیر کا حکم رکھتی ہیں آپ کی یہ گولیاں ان کے لئے بہت ہی مقبول مجرب اور مشہور ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں کئی خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے پڑے ہیں۔ ان گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت۔ توانا تندرست اور اٹھرا کے تمام اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک۔ اور دل کی راحت ہوتا ہے قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنے۔ شروع حمل سے آخیر رضاعت تک گیارہ تولہ گولیاں خرچ ہوتی ہیں۔ یکمشت منگانے پر فی تولہ ایک روپیہ لیا جائے گا۔

پتہ:۔ عبد الرحمٰن کاغانی اینڈ سنز دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

هو الناصر۔ هو الشافی

میں ہوں مطب نوازی کی عدیم المثال زود اثر مجربات ایجاد "موٹاپا دور"

وہ لوگ جو مہینہ مہینہ بھر صرف اس لئے کہ ہمارا موٹاپا دور ہو جائے خوراک نہیں کھاتے۔ میں ان کے لئے بلا پرہیز بالضرر آب حیات ہوں۔ ہر روز ۲ اونس (۵ تولہ) وزن کم کرتا ہوں۔ میرے استعمال سے بعد از ولادت۔ بڑھا ہوا پیٹ بھی اصلی حالت پر آجاتا ہے میرا استعمال صحت کو بحال رکھتا ہوا جسم پھرتیلا بناتا ہے۔ مجھے زن و مرد استعمال کرکے بفضل خدا فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ میری کم قیمت غرباء اور امراء کے لئے پسندیدہ ہے۔ میں ریل میں بیٹھ کر دور دور کی سیر کرتا ہوں۔ اے خداوند کریم مجھ سے ہر ایک بیمار کو شفا حاصل ہو کہ تو شافی ہے۔ میری قیمت مکمل ایک ماہ کے لئے پانچ روپے محصول ۹ر ہے۔ نوٹ۔ مکمل حالات لکھا کریں۔ پتہ مردانہ۔ **مردانہ مطب نوازی کھرڑ انبالہ**

پتہ زنانہ۔ **زنانہ مطب نوازی کھرڑ انبالہ**

ہندوستان و ممالک غیر کی خبریں!

کلکتہ ۹ر ستمبر۔ گذشتہ شب نواب صاحب ڈھاکہ کی اقامت گاہ پر بنگال مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں ابتدائی مرحلہ پر ہی اختلاف رونما ہوگیا۔ اور مسٹر کے۔ اے فضل الحق کی قیادت میں پرجا پارٹی کے جملہ ارکان اجلاس سے واک آؤٹ کر گئے۔

لاہور ۹ر ستمبر۔ سیکرٹری انجمن اسلامیہ پنجاب نے ایسوسی ایٹڈ پریس کو اطلاع دی ہے کہ انجمن کی درخواست پر حکومت مسجد شاہ چراغ کی شرائط واگذاری کو نرم کرنے پر رضامند ہوگئی ہے۔ لہذا مسلمانوں کو جلد مسجد کا قبضہ دیدیا جائے گا۔

نیویارک ۹ر ستمبر امریکہ میں خشک سالی کی تباہ کاریوں کی تفصیلات ظاہر ہے کہ بے شمار کھیت اور باغات ویرانی کا منظر پیش کر رہے ہیں۔ سرکاری جنگلوں میں آتشزدگی کی بے شمار واردات سے ۷۵ ہزار ایکڑ کے رقبہ میں کھیتیاں جلکر راکھ ہوگئیں۔ فصلوں کی تباہی سے سینکڑوں اشخاص بے خانماں ہوگئے ہیں

ڈیرہ دون ۹ر ستمبر۔ شمالی گڑھوال سے قیامت خیز طوفانوں اور سیلابوں کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بارشوں کی شدت سے پہاڑیوں سے بے شمار چٹانوں کے گرنے اور ندی نالوں کی طغیانی کی وجہ سے راستہ ہی رات سات گاؤں تباہ ہوگئے۔ دیہات کے باشندے سو رہے تھے کہ سینکڑوں مٹی کے نیچے دب گئے۔ جن لوگوں نے اس قیامت صغریٰ سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کی۔ وہ بے پناہ سیلاب کی نذر ہوگئے۔ ہلاک شدگان کی تعداد کا اندازہ تین سو کیا جاتا ہے۔

لزبن ۹ر ستمبر۔ شہر میں اعلان کر دیا گیا ہے کہ لوگ اپنی اپنی جانیں بچانے کا انتظام کرلیں۔ فوجوں کو بغاوت کے اثر سے محفوظ رکھنے کے لئے بارکوں میں بند کر دیا گیا ہے وزارت خانوں اور عام سرکاری عمارتوں پر زبردست پہرے لگا دیئے گئے ہیں۔ کل دو باغی جہازوں کی گولہ باری کے نتیجہ میں ۶ آدمی ہلاک اور ۹ مجروح ہوئے۔

میڈرڈ ۹ر ستمبر۔ برطانوی سفیر متعینہ ہسپانیہ نے باغیوں کو انتباہ کیا ہے کہ وہ زہریلی گیس کا استعمال ترک کر دیں۔ ورنہ اس کے جو نتائج ہونگے ان کی تمامتر ذمہ داری ان پر عائد ہوگی۔

میڈرڈ ۹ر ستمبر۔ سرکاری اعلان مظہر ہے کہ شہر ہوسکا کے بیشتر حصہ پر سرکاری افواج کا قبضہ ہے۔ باغی شہر کے مرکز کی طرف پسپا ہوگئے ہیں۔ سرکاری توپخانہ نے بعض عمارتوں پر گولہ باری شروع کر دی ہے۔ کل بارہ بم پھینکے گئے۔ جس سے دو مینار ٹوٹ گئے

قسطنطنیہ ۹ر ستمبر۔ کسی شخص نے جو یورپین لباس میں ملبوس تھا۔ ریوالور سے قسطنطنیہ کے مفتی پر فائر کر دیا۔ جس سے وہ زخمی ہوگئے۔ حملہ آور گرفتار نہیں ہوسکا۔

دمشق ایک اطلاع مظہر ہے کہ واقعات فلسطین سے شام کے عربوں میں سخت جوش پھیل گیا ہے۔ دمشق اور بیروت کے تاجروں نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ جب تک اعراب فلسطین کے مطالبات منظور نہیں کئے جاتے برطانوی مال کا مقاطعہ کیا جائے۔

لاہور ۹ر ستمبر۔ ضلع لاہور کے بعض دیہات کے متعدد کسانوں کو عدم ادائیگی مالیہ کے سلسلہ میں گرفتار کیا گیا ہے۔ گرفتار شدگان میں نمبردار اور سرکردہ رئیس بھی بیان کئے جاتے ہیں۔

نورمبرگ ۹ر ستمبر۔ تیس ہزار کے اجتماع میں ہٹلر نے آٹھویں نازی پارٹیز کانفرنس کا افتتاح کیا۔ اس تقریب میں فرانس کے وزیر موسیو لوال بھی شریک ہوئے ہر روڈولف نے تقریر میں واقعات ہسپانیہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ وہاں بالشوزم کی بربریت عریاں ہوگئی ہے اور حکومتیں غیر جانبداری کے اصل پر کاربند رہنے سے قاصر ہیں۔

برسلز ۹ر ستمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ بلجیم بھی روس اور جرمنی کے نقش قدم پر چل کر اپنے فوجی سپاہیوں کی مدت ملازمت میں توسیع کر دیگا بلجیم کے فوجی نظام کے مطالعہ کے لئے جو کمیٹی مقرر کی گئی تھی۔ اس نے سفارش کی ہے کہ پیدل سپاہیوں کی خدمت کی مدت اٹھارہ ماہ تک کر دی جائے اور دوسرے دستوں کی مدت ملازمت صرف ایک سال رکھی جائے۔

لاہور ۹ر ستمبر۔ معلوم ہوا ہے کہ میاں عبد المجید بیرسٹر اور میاں عبد العزیز بیرسٹر سابق صدر بلدیہ لاہور نے لیگ پارلیمنٹری بورڈ سے علیحدگی اختیار کرلی ہے۔

لاہور ۹ر ستمبر۔ حکومت پنجاب نے اعلان کیا ہے کہ گورنر پنجاب نے پنجاب کونسل کی میعاد میں ۳۱ر مارچ ۱۹۳۷ء تک توسیع کر دی ہے۔ نئے آئین کے ماتحت انتخابات کے متعلق ابھی تک کوئی سرکاری اعلان نہیں ہوا۔

شملہ ۹ر ستمبر ڈاکٹر کھارے ممبر اسمبلی نے اسمبلی میں ایک بل پیش کرنے کا اظہار کر دیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ ہندوؤں کی شادیوں میں نہ جہیز دیا جائے اور نہ لیا جائے خلاف ورزی کرنے والوں کو ایک ماہ قید اور ۵ سو روپیہ جرمانہ کی سزا دیجائے۔

لاہور ۹ر ستمبر۔ حکومت پنجاب نے بلدیات کی سالانہ رپورٹ بابت ۱۹۳۵-۳۶ء پر تبصرہ کرتے ہوئے ظاہر کیا ہے کہ بلدیات کی مالی حالت بتدریج روبہ اصلاح ہو رہی ہے حکومت نے بلدیات کو تاکید کی ہے کہ وہ بلدیات کی حدود میں واقع جدید بستیوں کے نظم و نسق پر توجہ دیں حکومت نے لاہور۔ امرتسر۔ اور سیالکوٹ کی بلدیات کے سوا پنجاب کی باقی تمام بلدیات کی تعریف کی ہے

استنبول ترکی کی وزارت خارجیہ نے بعض یورپین اخبارات کے اس پراپیگنڈے کی تردید کی ہے کہ درد دانیال اور گیلی پولی کی قلعہ بندی کے لئے سامان حرب غیر ملکی کمپنیوں سے خریدا جائے گا۔ اعلان میں لکھا ہے کہ قلعہ بندی کا ٹھیکہ ملکی کمپنیوں کو دیا گیا ہے۔

لنڈن ۹ر ستمبر۔ دفتر حربیہ نے فلسطین کو فوجوں کی روانگی کے انتظامات کا اعلان کیا ہے ۱۲ ستمبر سے ۲۲ ستمبر تک دو دو تین تین دن کے وقفہ سے افواج جہاز پر سوار ہوتی رہینگی۔

امرتسر ۹ر ستمبر۔ گیہوں حاضر ۲ روپے ۱۲ آنے نخود حاضر ۲ روپے ۲ آنے سونا دیسی ۳۴ روپے ۱۴ آنے ۶ پائی۔ چاندی دیسی ۴۹ روپے ۴ آنے ہر

انقرہ ۹ر ستمبر۔ غازی توفیق رشدی اراس وزیر خارجیہ ترکیہ بذریعہ طیارہ پیرس روانہ ہوگئے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان کی روانگی ایک معاہدہ کے سلسلہ میں ہے۔

شملہ ۹ر ستمبر۔ آج لیجسلیٹو اسمبلی کے اجلاس میں کمپنیز ایکٹ کے مسودہ ترمیم پر مزید بحث ہوئی۔ مختلف ارکان نے تقریریں کیں۔ اجلاس اگلے روز پر ملتوی ہوا۔

حیدرآباد دکن ۹ر ستمبر۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اعلیٰحضرت حضور نظام حیدرآباد دکن ۲۲ ستمبر کو کلکتہ میں ہندوستانی فنون لطیفہ کی چوتھی نمائش کا افتتاح کرینگے۔

بیت المقدس ۹ر ستمبر۔ ہائی کمشنر متعینہ فلسطین نے اخبار "مراۃ الشرق" کی اشاعت کو جبراً بند کر دیا ہے۔ اس کے ایڈیٹر کو جلاوطن کر دیا گیا ہے اور پریس اور دفتر پر فوج نے قبضہ کر لیا ہے۔

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا اور قادیان سے ہی شائع کیا - ایڈیٹر غلام نبی)